﴿...اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ☆ ﴿...عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۱۴؍اپریل ۲۰۰۰ء شمارہ ۱۵

۹؍محرم ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۱۴؍شہادت ۱۳۷۹ ہجری شمسی

رسول اللہ کی نماز

حضرت عبداللہ بن شخیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ دوران نماز آپ کی گریہ وزاری کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز نکلتی تھی جیسے چکی چلنے سے آتی ہے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب البکاء فی الصلوٰۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

مسیح موعود اپنے نعرے اسلام کی ہمدردی میں آسمان تک پہنچائے گا اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ تب وہ تمام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کرے گا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسر آجائے گی

(احادیث نبوی میں مذکور مسیح موعودؑ کی خاص علامتوں کی پرمعارف تشریح)

"اور یہ امر کہ مسیح موعود دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا یعنی دجال بھی خانہ کعبہ کا طواف کرے گا اور مسیح موعود بھی۔ اس کے معنے خود ظاہر ہیں کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ دجال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا یا یہ کہ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ دونوں باتیں خلاف نصوص حدیثیہ ہیں۔ پس بہر حال یہ حدیث قابل تاویل ہے اور اس کی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جس کا نام دجال ہے۔ وہ اسلام کا سخت دشمن ہوگا اور وہ اسلام کو نابود کرنے کے لئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اس کے گرد طواف کرے گا تا اسلام کی عمارت کو بیخ و بُن سے اکھاڑ دے۔ اور اُس کے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکزِ اسلام کا طواف کرے گا جس کی تمثیلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف سے مسیح موعودؑ کی غرض یہ ہوگی کہ اس چور کو پکڑے جس کا نام دجال ہے اور اس کی دست درازیوں سے مرکزِ اسلام کو محفوظ رکھے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ رات کے وقت چور بھی گھروں کا طواف کرتا ہے اور چوکیدار بھی۔ چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ نقب لگاوے اور گھر والوں کو تباہ کرے اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ چور کو پکڑے اور اس کو سخت عقوبت کے زندان میں داخل کراوے تا اس کی بدی سے لوگ امن میں آجاویں۔ پس اس حدیث میں اسی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں وہ چور جس کو دجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ناخنوں تک زور لگائے گا کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کر دے اور مسیح موعود بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرے آسمان تک پہنچائے گا اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہو جائیں گے تا اس آخری جنگ میں اس کی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا اور نہ درماندہ ہوگا اور نہ سست ہوگا اور ناخنوں تک زور لگائے گا کہ تا اس چور کو پکڑے اور جب اس کی تضرعات انتہاء تک پہنچ جائیں گی تب خدا اس کے دل کو دیکھے گا کہ کہاں تک وہ اسلام کے لئے پگھل گیا تب وہ کام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کرے گا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسر آجائے گی۔

اس مسیح کے آخری دنوں میں سخت بلائیں نازل ہونگی اور سخت زلزلے آئیں گے اور تمام دنیا سے امن جاتا رہے گا۔ یہ بلائیں صرف اس مسیح کی دعا سے نازل ہونگی۔ تب ان نشانوں کے بعد اس کی فتح ہوگی۔ وہی فرشتے ہیں جو استعارہ کے لباس میں لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود ان کے کاندھوں پر نزول کرے گا۔ آج کون خیال کر سکتا ہے کہ یہ دجالی فتنہ جس سے مراد آخری زمانہ کے ضلالت پیشہ پادریوں کے منصوبے ہیں انسانی کوششوں سے فرو ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آسمان کا خدا خود اس فتنہ کو فرو کرے گا۔ وہ بجلی کی طرح گرے گا اور طوفان کی طرح آئے گا اور ایک سخت آندھی کی طرح دنیا کو ہلا دے گا کیونکہ اس کے غضب کا وقت آگیا مگر وہ بے نیاز ہے۔ قدرت کی پتھر کی آگ انسانی تضرعات کی ضرب کی محتاج ہے۔ آہ کیا مشکل کام ہے۔ ہم نے ایک قربانی دینا ہے جب تک ہم وہ قربانی ادا نہ کریں کسر صلیب نہیں ہوگا۔ ایسی قربانی کو جب تک کسی نبی نے ادا نہیں کیا اس کی فتح نہیں ہوئی۔ اور اسی قربانی کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے۔ وَاسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ یعنی نبیوں نے اپنے تئیں مجاہدہ کی آگ میں ڈال کر فتح چاہی پھر کیا تھا ہر ایک ظالم سرکش تباہ ہو گیا۔ اور اسی کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے۔ تادلِ مردِ خدا نامد بدرد ☆ ہیچ قومے را خدا رُسوا نکرد"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۲، ۳۲۳۔ مطبوعہ لندن)

دو شفاؤں شہد اور قرآن کو تھامے رکھو

مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے۔ وہ پاک چیز ہی کھاتی ہے اور پاک چیز ہی مہیا کرتی ہے

شہد کی مکھی کے نظام کا نظام خلافت سے بھی تعلق ہے۔ ایک مرکزی وجود کا حکم ماننا اور اس سے وابستہ رہنا۔ شہد کی مکھی اکیلی زندہ نہیں رہ سکتی اس لئے چھتہ ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح مومن بھی کبھی اکیلا نہیں رہ سکتا۔

شہد کے متعلق مزید تحقیق کے لئے احمدیوں کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۱؍مارچ ۲۰۰۰ء)

لندن (۳۱؍مارچ ۲۰۰۰ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النحل کی آیات ۶۹، ۷۰ کی تلاوت کی اور پھر شہد کی مکھی اور اس کے نظام سے متعلق بعض تفصیلات پیش کرتے ہوئے حضور انور نے ان آیات کریمہ کے اردو ترجمہ کے بعد پہلے احادیث نبویہ پڑھ کر سنائیں جن میں شہد کی افادیت کا ذکر ہے۔ مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ یقیناً ایک مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے۔ وہ پاک چیز ہی کھاتی ہے اور پاک چیز ہی مہیا کرتی ہے۔ اسی طرح آپ کا ارشاد ہے کہ دو شفاؤں شہد اور قرآن کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ شہد کی شفا اکثر بدنی ہے اور قرآن کی شفا اکثر روحانی ہے۔ قرآن کریم میں تمام روحانی بیماریوں کی شفا موجود ہے اور شہد میں اگر تحقیق کی جائے تو ہر قسم کی بدنی بیماریوں کی شفا موجود ہے۔ آنحضرت ﷺ خصوصیت سے شہد کو پسند فرماتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ شہد سے بہت سی چیزوں کا علاج ممکن ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر شہد ہر بیماری کا علاج کر سکے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے اس کے رنگ مختلف ہیں۔ وہ پھول مختلف ہیں اور وہ علاقے مختلف ہیں جن جگہوں پر وہ پھول ملتے ہیں۔ پھر ان علاقوں کی اپنی تاثیرات اور موسم ہیں جن کا ان پھولوں اور پھلوں پر اثر ہوتا ہے جن سے شہد کی مکھی رس چوستی ہے۔

حضور نے بتایا کہ یورپ میں شہد کے بارہ میں پہلا تحریری ریکارڈ ایک پینٹنگ سے ملا ہے جو سپین میں ایک غار سے ملی ہے۔ یہ تصویر ماہرین کے خیال کے مطابق سات ہزار سال قبل مسیح کی ہے۔ حضور نے بتایا کہ کسی زمانے میں شہد کو مُردوں کو حنوط کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

درجہاں وباز بیروں از جہاں

یہ زمانہ جس میں سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں ایک نہایت ہی پر آشوب زمانہ ہے۔ طرح طرح کی دجالیتیں ہر طرف پھیلتی جاتی ہیں۔ شیطان نے انسان کو ہلاک کرنے کے لئے جگہ جگہ خندقیں اور گڑھے کھود رکھے ہیں۔ منشیات کے استعمال اور جنسی بے راہروی کی زہرناک وباؤں نے کروڑہا افراد کی زندگیاں برباد کردی ہیں۔

ہر طرف خطر ہست ایں بیابان حیات　　　صد ہزاراں اژدہا لیش درجہات

یہ زندگی کا میدان نہایت پر خطر ہے۔ ہر طرف لاکھوں اژدہے ہیں۔

صد ہزاراں فوج شیطاں در پست　　　تا بسوزد در جہنم چوں خست

شیطان کی لاکھوں فوج تیرے پیچھے لگی ہوئی ہے تا کہ تجھے گھاس پھونس کی طرح دوزخ میں جلادے

ایک وقت تھا جب بدیوں اور برائیوں کے خاص اڈے ہوا کرتے تھے اور عام آدمیوں کے لئے ممکن تھا کہ وہ ان جگہوں پر جانے سے احتراز کریں اور یوں اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس گندے ماحول سے بچا سکیں۔ لیکن اب تو ریڈیو، ٹی وی، اخبارات و رسائل، ٹیلی فون، کمپیوٹرز، انٹرنیٹ اور وڈیوز وغیرہ کے ذریعہ ہر قسم کی غلاظت اور فحاشی و عریانی کا ایک ایسا سیلاب ہے جو امڈتا چلا آتا ہے اور جس نے صرف نشیب ہی کو اپنی لپیٹ میں نہیں لیا بلکہ وہ کئی چوٹیوں پر بھی غالب آتا چلا جارہا ہے۔ ترقی یافتہ مغربی اقوام میں بالخصوص اور باقی دنیا میں بالعموم جنسی بے راہروی، تشدد پسندی، اخلاقی انحطاط اور ضلالت کا یہ طوفان بڑی شدت کے ساتھ چاروں طرف غارت مچاتا چلا جارہا ہے۔ اور اس سے نہ گھروں میں امن باقی رہا ہے اور نہ گھروں سے باہر۔ آپ کے بچے جو گھر سے سکول، کالج یا یونیورسٹی میں حصول علم کے لئے جاتے ہیں آپ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس زہر آلود فضا سے کس کس طرح شعوری یا غیر شعوری طور پر متاثر ہو رہے ہیں اور ان کے خیالات و نظریات میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ اس مسموم ماحول کے کئی زہر ایسے ہیں جو خاموشی کے ساتھ اندر ہی اندر انسان کو ہلاکت کے قریب پہنچاتے ہیں اور اسے اپنی بیماری کی شدت کا علم اُس وقت ہوتا ہے جب شفا کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ یہ وہ صورتحال ہے جس سے ہر نیک فطرت، شریف النفس پریشان ہے اور اس پر عملاً یہ شعر صادق آتا ہے کہ۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ　　　بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

آخر وہ اس دنیا کو چھوڑ کر کہاں جائے۔ اسے اسی دنیا میں زندگی گزارنی ہے۔ پھر وہ اس زہر آلود فضا میں رہتے ہوئے اس کے بداثرات سے کیونکر بچ سکتا ہے۔

اس سوال کا جواب قرآن مجید میں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک بہت عمدہ مثال بھی بیان فرمائی ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ ۳۱ رمارچ ۲۰۰۰ء میں سورۃ النحل کی آیات کے حوالہ سے شہد کی مکھی کی مختلف خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ دنیا میں جتنے بھی کیڑے مکوڑے ہیں وہ سب کچھ نہ کچھ جراثیم اور بیکٹیریا اٹھائے پھرتے ہیں لیکن سائنسدان حیران ہیں کہ شہد کی مکھی کے بدن پر کسی قسم کے بیکٹیریا کا کوئی نشان نہیں ملتا اور وہ ہر قسم کے مہلک جراثیم سے کلیۃً پاک ہے حالانکہ وہ اسی فضا میں رہتی ہے جس میں سینکڑوں قسم کے جراثیم اور آلائشیں ہر طرف موجود ہیں۔ چنانچہ محققین نے مزید تحقیق سے معلوم کیا ہے کہ شہد کی مکھی اتنی صفائی پسند ہے کہ اپنے چھتے کے منہ پر اور اس کے سوراخوں میں ایک خاص قسم کا مادہ لگاتی ہے جسے Propolis کا نام دیا گیا ہے۔ یہ مادہ جراثیم کش ہے۔ وہ جب بھی اپنے چھتے سے باہر نکلتی ہے تو اس پر اپنے پاؤں رکھ کر باہر نکلتی ہے جس سے اس کے بدن پر وہ مادہ لگ جاتا ہے جو اسے بیرونی جراثیم سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسی طرح جب وہ واپس آتی ہے تو چھتے کے اندر داخل ہوتے وقت بھی اس سے مس کرتی ہے اور یوں اگر باہر کی آلودہ فضا کا کوئی بداثر اس سے ملحق ہو بھی گیا ہو تو وہ چھتے میں داخل ہونے سے پہلے کلیۃً پاک اور صاف ہو چکی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ یہ شہد کی مکھی جو شہد تیار کرتی ہے اس میں تمام بنی نوع انسان کے لئے شفا رکھ دی گئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ وہ شہد کی مکھی کے اس نظام پر غور کر کے اس سے استفادہ کریں۔ شہد کی مکھی اس دنیا میں رہتے ہوئے گویا اس دنیا سے باہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اس پر ماحول کی آلودگی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کا گھر بھی نہایت صاف ستھرا ہوتا ہے اور اس کی غذا بھی اعلیٰ درجہ کی اور پاکیزہ اور اس کی Product یعنی شہد بھی ایسا نفع رساں کہ اس کے متعلق فرمایا فِیْہِ شِفَاءٌ لِلنَّاس۔

پس اگر ہم بھی اس دنیا میں رہتے ہوئے اس کی آلودگیوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ایسا ممکن ہے۔ اور اسکے لئے شہد کی مکھی کا نظام ہمارے لئے اپنے اندر بہت سے سبق رکھتا ہے۔ شہد کی مکھی گندی جگہوں پر نہیں جاتی۔ وہ طیب غذا کھاتی ہے اور جس طرح وہ خدا کی وحی کے تابع Propolis کے ذریعہ اپنی حفاظت کا انتظام کرتی ہے اسی طرح ہمیں بھی چاہئے کہ الٰہی نظام سے وابستگی کو مضبوطی سے لازم پکڑ لیں، ہمیشہ نیک صحبت کو اختیار کریں، حلال اور طیب کمائیں اور کھائیں اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کے تقویٰ کی سپر کو اپنے ساتھ رکھیں اور گویا تقویٰ کا لباس اوڑھ لیں۔ اگر ایسا ہو اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف اور اس کی رضا کا حصول پیش نظر رہے تو دنیا کی کوئی بدی، کوئی برائی ہمیں آلودہ نہیں کر سکتی اور شیطان کا ہر حملہ ناکام و نامراد ہوگا۔ شہد کی مکھی اپنے رب کی بتائی ہوئی راہوں پر عاجزی کے ساتھ کاربند ہے۔ اگر ہم بھی دنیا کی ہلاکت خیز زہروں سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کی یہی صورت ہے کہ اللہ کے حکم کے تابع عاجزی کے ساتھ اس کی بتائی ہوئی راہوں پر چلتے رہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں ہمارے لئے اس پہلو سے نمونہ ہیں اور ان میں بھی سب سے اعلیٰ اور افضل اور اکمل ترین نمونہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا نمونہ ہے۔ آپ نے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا اعلان فرمایا اور بتایا کہ میں تمہاری طرح کا ہی ایک بشر ہوں۔ مگر دیکھ لو دنیا کی تمام آلودگیوں سے محفوظ ہوں۔ اس کا سبب آپؐ نے یہ بتایا کہ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ۔ میں صرف اس وحی کا پیرو ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔ چنانچہ آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کی وحی کے تابع گزرتا تھا جیسا کہ آپ نے بحکم الٰہی یہ اعلان فرمایا کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ یہ اسی کامل اتباعِ وحی الٰہی کا نتیجہ تھا کہ نہ صرف آپؐ خود نہایت مطہر و مقدس وجود تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے مُزَکّی بنا کر مبعوث فرمایا اور آپؐ کی دعا اور توجہ اور پاکیزہ صحبت اور نیک تربیت کے نتیجہ میں کروڑہا بندگان خدا شیطان کے پنجہ سے نکل کر قدوسیوں کی جماعت میں داخل ہوگئے اور آپؐ کی اس عظیم قوت قدسیہ کا یہ فیضان آج بھی جاری ہے۔ یاد رہے کہ اسلام ہمیں رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتا۔ اسلامی تعلیم کی رو سے انسان کی فضیلت اور کمال یہی ہے کہ وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنے تمام حقوق و فرائض کو ادا کرے اور کسی لمحہ بھی خدا سے غافل نہ ہو بلکہ ہمیشہ، ہر حال میں، ہر کام میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھے۔

درجہاں و باز بیروں از جہاں　　　بس ہمیں آمد نشانِ کاملاں

اسپ آں اسپ است کو بارگراں　　　مے کشد ہم مے رود بس خوش عناں

کامل آں باشد کہ بافرزند و زن　　　با عیال و جملہ مشغولیئے تن

با تجارت، با ہمہ بیع وشراء　　　یک زماں غافل نہ گردد از خدا

دنیا میں رہیں مگر اصل میں دنیا سے باہر ہوں۔ کامل لوگوں کی یہی علامت ہے۔ گھوڑا تو وہ ہے جو کہ بھاری بوجھ کو بھی لے جاتا ہے اور خود بھی اچھی چال چلتا ہے۔ کامل تو وہ ہوتا ہے جو باوجود بیوی بچوں کے اور باوجود عیال اور جسمانی مشاغل کے اور باوجود تجارت اور خرید و فروخت کے کسی وقت بھی خدا سے غافل نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین و دنیا کی آفات و مصائب سے محفوظ رکھے اور اپنے حقیقی بندوں میں شامل فرمائے۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

قازقستان میں ایک پہاڑی ہے اس پر جو شہد کے چھتے ہیں ان کا شہد دل کے زخموں کو مندمل کرنے میں مفید ثابت ہوا ہے۔ وہاں ایک خاص قسم کی بوٹی ہے جس کے پھولوں سے شہد کی مکھی رس چوستی ہے۔ حضور نے مختلف زخموں کے علاج سے متعلق ماہرین کے بعض تجربات کا ذکر بھی فرمایا۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ شہد کی مکھیاں پالنے والوں میں کینسر کی شرح بہت کم ہے۔ آنکھ کے ناسور میں بھی شہد کو مفید پایا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ شہد کی تیاری میں شہد کی مکھی ایک ایسے مواد کو استعمال کرتی ہے جس کو اپنے چھتے کے سوراخ کے منہ پر اور ارد گرد ملتی ہے اور یہ ایک ایسی حیرت انگیز شفا رکھنے والا مواد ہے کہ سائنسدان حیران ہیں کہ اس میں شفا آئی کہاں سے۔ اور شہد کی مکھی خود ہی اسے اکٹھا کرتی ہے۔ یہ مادہ جسے پروپولس کہا جاتا ہے یہ نہ صرف جراثیم کش ہے بلکہ شہد کو چیونٹیوں سے بچانے کے کام بھی آتا ہے۔

حضور نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا کہ عربوں نے شہد کی چار سو مختلف اقسام معلوم کی ہیں کیونکہ ان کے ہاں شہد کے لئے ۴۰۰ مختلف نام ہیں۔ اور ہر قسم کے لئے الگ نام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو شہد کے مضمون میں بہت دلچسپی تھی۔ حضور رحمہ اللہ کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ ایک چمچہ شہد کے لئے دو ہزار شہد کی مکھیوں نے مزدوروں کی طرح کام کیا ہوتا ہے۔ حضور نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک تجربہ کیا کہ ایک انڈے کو شہد میں کچھ عرصہ رکھا تو اس سے اس کی سفیدی تو پتھر کی طرح سخت ہوگئی مگر زردی بالکل ٹھیک رہی۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ شہد میں قدرتی پھلوں کی مٹھاس کے علاوہ مختلف قسم کی نمکیات، وٹامنز اور ہارمونز بھی ہوتی ہیں۔ حضور نے شہد کی ملکہ مکھی اور اس کے خدمت گاروں کے نظام کی بعض دلچسپ اور حیرت انگیز تفصیلات بتائیں اور فرمایا کہ انڈے صرف ملکہ مکھی دیتی ہے اور وہی فیصلہ کرتی ہے کہ ان میں سے کتنے نر ہونگے اور کتنے مادہ۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیسے فیصلہ کرتی ہے۔ اس کی خوراک صرف رائل جیلی ہے جو خاص طور پر اس کے لئے تیار کی جاتی ہے۔ ملکہ اپنے دفاع کے وقت کئی ڈنک مار سکتی ہے لیکن دوسری شہد کی مکھیاں صرف ایک ڈنک مارنے کے بعد خود مر جاتی ہیں۔ شہد کے چھتے کا ہر سیل چھ کونے والا ہوتا ہے جن کے زاویے آپس میں حیرت انگیز طور پر برابر ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ان مکھیوں میں آپس میں گفتگو اور پیغام رسانی کا بھی حیرت انگیز نظام ہے اور اگر چھتے کے اندر مکمل تاریکی ہو تب بھی وہ اپنے پیغام کو دوسروں تک وضاحت سے پہنچا دیتی ہیں اور دوسری مکھیاں اسے بالکل صحیح طور پر سمجھتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ شہد کی مکھی کا نظام خلافت سے بھی تعلق ہے۔ ایک مرکزی چیز کا حکم ماننا اور اسی سے سارا نظام وابستہ ہے۔ ایک حکم کے تابع سب اطاعت گزار ہیں۔ شہد کی مکھی اکیلی زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس کے لئے چھتہ ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح مومن بھی اکیلا نہیں رہ سکتا۔ حضور ایدہ اللہ نے احمدیوں کو ایک دفعہ پھر شہد کے بارہ میں مزید تحقیق اور تجارب کرنے کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ کہ قرآن کریم نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔

مسیح کی آمد ثانی

(رقم فرمودہ: حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قسط نمبر ۳

نشانات مذکورہ انجیل

(الف)...... یسوع مسیح کی باتیں اس زمانہ کے حالات پر ٹھیک طور پر صادق آتی ہیں۔ مثلاً جیسے یسوع نے کہا ہے کہ "قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آوے گی اور جگہ بجگہ بڑے بڑے بھونچال آویں گے اور مری اور کال پڑے گا"۔ (لوقا ۱۰:۲۱ +متی ۷:۲۴) میں بھی یہی مضمون درج ہے تو پھر کیا ان الفاظ میں ان ایام کا خاکہ نہیں کھینچا ہوا۔ جبکہ ساری دنیا کے مختلف مقامات میں قحطوں، وباؤں اور زلزلوں کی مصیبتیں احاطہ کر رہی ہیں؟ کیا کوئی شخص تواریخ میں کوئی ایسا زمانہ پیش کر سکتا ہے کہ جس میں اس قسم کے غیر معمولی حوادث مجموعی طور پر نوع انسان نے دیکھے ہوں۔ اور جس میں یسوع کی پیشگوئی ایسی عمدگی اور وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی ہو؟ پھر لطف یہ ہے کہ جس طرح یسوع کے الفاظ میں یہ واقعات متصل بیان ہوئے ہیں اسی طرح ان کا وقوع بھی یکبارگی متواتر اور تھوڑے عرصہ میں ہوا۔

یسوع نے متی ۳۲:۲۴ میں یہ بھی کہا ہے کہ "اور اگر وے دن گھٹائے نہ جاتے تو ایک تن بھی نجات نہ پاتا"۔ کیا یہ بات طاعون پر صادق نہیں آتی جو ہندوستان میں تباہی پھیلا رہی ہے؟ جس شدت اور غضب کے ساتھ ہر سال طاعون پھوٹ نکلتی ہے اسے دیکھ کر ہر آدمی بے ساختہ بول اٹھنے پر مجبور ہوتا ہے کہ اگر یہ دن کم نہ کئے جاویں تو ایک متنفس بھی اس سے نجات نہیں پا سکتا۔ ایسا ہی یہ الفاظ آج کل کے کثرت زلازل پر بھی صادق آ رہے ہیں جسے خود ایڈیٹر صاحب "اگزیمنر" زلزلوں کی وبا کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ ابھی تو یہ اس وبا کی چھوٹی سی ابتدا ہوئی ہے۔ گزشتہ زلزلوں سے جس قدر تباہ کن خرابیاں دنیا میں واقع ہوئی ہیں وہ ان خرابیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں جو دنیا پر آنے کے لئے پردۂ تقدیر میں ابھی مقدر ہیں۔ وہ دن دور نہیں کہ جب ہر متنفس کے منہ سے یہی نکلے گا کہ اگر یہ دن گھٹائے نہ جاویں تو ایک متنفس بھی نجات نہیں پا سکتا۔

مسیح موعودؑ نے خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر یہ پیشگوئی شائع کی ہوئی ہے کہ ایک ایسی تباہی دنیا پر آنے والی ہے کہ جس کی مثال نہ پہلے زمانوں میں ہے اور نہ آئندہ کبھی ہو گی۔ انہوں نے بہت سے زلزلوں میں ایک بڑی خطرناک اور وحشت انگیز زلزلہ کی خبر دی ہوئی ہے کہ جس کی مانند جب سے تاریخ شہادت دیتی ہے کبھی واقع نہیں ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا۔ قرآن شریف میں بھی اس زلزلہ کی پیشگوئی موجود ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَىْءٌ عَظِيْمٌ. يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى. وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ(الحج)

لوگو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرو کیونکہ موعود گھڑی کا زلزلہ ایک بڑی سخت مصیبت ہو گی جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی مارے ڈر کے اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور جتنی حمل والیاں ہونگی سب کے حمل گر پڑیں گے۔ اور مارے بدحواسی کے لوگ متوالے نظر آئیں گے حالانکہ متوالے نہیں ہونگے بلکہ خدا کا عذاب جو بہت سخت ہے اس کے خوف سے لوگ بدحواس ہو رہے ہونگے"۔

قرآن شریف میں آنے والے خطرناک زلزلہ کے متعلق صرف یہی آیت نہیں بلکہ اور بھی کئی آیات ایسی ہیں جن میں آنے والے زلزلہ کی خبر دی ہوئی ہے۔ خدا کا کلام جو مسیح موعودؑ پر نازل ہوا اس سے ہمیں علم حاصل ہوتا ہے کہ وہ خوفناک دن جس میں یہ قرآنی پیشگوئی پوری ہونے کو ہے بہت قریب پہنچ گیا ہے .... یسوع مسیح کے ان الفاظ سے بھی یقینی طور پر یہی زلزلہ مراد تھی اس نے کہا ہے کہ "پر ان پر افسوس جو ان دنوں پیٹ والیاں اور دودھ پلانے والیاں ہوں"۔ کیونکہ یسوع مسیح کے یہ الفاظ قرآن شریف کے اس بیان کے ساتھ ملتے جلتے ہیں جو آنے والے زلزلہ کے متعلق مذکور ہیں۔

مسیح کی آمد ثانی سے متعلق قرآن و حدیث میں مذکور پیشگوئیاں

(ب)...... یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ صرف انجیل ہی ایسی کتاب نہیں کہ جس میں مسیح کے دوبارہ نزول کی پیشگوئی درج ہو۔ یہ پیشگوئی تو قرآن شریف اور احادیث میں بھی درج ہے۔ بلکہ ان میں تو یہ انجیل کی نسبت بہت وضاحت اور عمدگی کے ساتھ مندرج ہے۔ پیغمبر خدا حضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ نے نہ صرف ان نشانات کی ہی وضاحت اور تعیین کی ہے جو انا جیل میں گول مول اور مبہم پیرائے میں درج تھے۔ بلکہ آپ نے مسیح کی دوبارہ آمد کے متعلق اور بھی بہت سارے کھلے کھلے نشانات جن میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں بیان فرمائے جو صفائی سے پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ دراصل دوبارہ آمد کے متعلق انجیل کی مبہم باتیں ہمارے نبی کریم ﷺ کی کھلی کھلی پیشگوئیوں کے بالمقابل ہیچ نظر آتی ہیں۔

یہ ایک مسلم امر ہے کہ جب کسی پیشگوئی کا کھلے طور پر پورا ہونا ثابت ہو جائے تو ہر شخص پر اس پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس بات کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ کس کے منہ سے یہ پیشگوئی نکلی تھی۔ مثلاً اگر مسیح کی کوئی پیشگوئی اس زمانہ میں بیّن طور پر پوری ہو تو اگرچہ آریہ سماجیوں اور بدھ لوگوں نے مسیح کو پہلے کبھی سچا نبی نہیں مانا لیکن ان پر اس کی اس پیشگوئی کی سچائی کا ماننا ضروری ہو گا جو انہوں نے واقع ہوتی دیکھ لی ہے۔ اسی طرح اگر ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کوئی پیشگوئی جو ۱۳۰۰ برس پہلے کی بیان فرمائی ہوئی ہے صاف اور واضح طور پر اس وقت پوری ہوتی دیکھی جاوے تو عیسائیوں کو حق نہیں پہنچ سکتا کہ وہ صرف اس خیال سے اسے رد کر دیں کہ وہ مسلمانوں کے پیغمبر صلعم کے منہ سے نکلی ہوئی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی تمام پیشگوئیاں جو مسیح کے دوبارہ نزول کے بارے میں تھیں اس زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں اور ان کے پورا ہونے سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

اول یہ کہ چونکہ سچی پیشگوئی سچا نبی ہی کر سکتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی تمام پیشگوئیاں سچی ثابت ہوئیں اس لئے آپؐ سچے نبی ہیں اور اپنے منجانب اللہ ہونے کے تمام دعووں میں راستباز۔

دوم یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے تمام دعاوی میں برحق ہیں کیونکہ ان کی بعثت سے تمام نشانات اور پیشگوئیاں جو مسیح کی دوبارہ آمد کے متعلق ہیں پوری ہوئی ہیں۔

ایک عظیم الشان آسمانی نشان

میرا دل چاہتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے مسیح موعودؑ کے بارہ میں جس قدر نشانات بیان فرمائے ہیں ان سب کو یہاں درج کر دیتا اور یہ دکھلاتا کہ کس کس طرح وہ سب پورے ہو چکے ہیں۔ لیکن قلتِ گنجائش مانع ہے۔ پھر بھی ناظرین کی آگاہی کے لئے اس جگہ میں اس ایک ہی پیشگوئی کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جس کا حوالہ اناجیل میں بھی ہے اور جس کی بنا پر "اگزیمنر" کے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے دعوے کو اس وقت تک نہیں مان سکتا جب تک کہ ان کی صداقت کا کوئی نشان آسمان پر مجھے نہ دکھایا جائے۔ مجھے معلوم نہیں کہ ایڈیٹر صاحب نے یہ بات کس دل سے لکھی ہے اگر انہوں نے حق پژوہی کی فطرتی تحریک سے لکھی ہے تو میں ان کو اس فیصلہ کے لئے زیادہ انتظار میں نہیں چھوڑتا۔ شاید ایڈیٹر صاحب نے بھی کبھی سنا ہو گا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی ایک یہ بھی پیشگوئی ہے .... کہ ہمارے مسیح موعود یا مہدی کے زمانہ میں آسمان پر عظیم الشان نشان اس کی تصدیق کے لئے ظاہر ہو گا اور وہ نشان یہ ہو گا کہ رمضان کے مہینے میں چاند کو گرہن لگنے کی پہلی رات اور سورج کو گرہن لگنے کے دنوں میں درمیان کے دن گرہن لگے گا۔ یعنی ایک ہی رمضان میں ۱۳ تاریخ کو چاند اور ۲۸ تاریخ کو سورج کا گرہن ہو گا۔ یہ عظیم الشان نشان آسمان پر ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء عیسوی کو ظاہر ہوا۔

یہ وہی نشان تھا جو متی ۳۰:۲۴ میں درج ہے کہ "تب ابن آدم کے لئے آسمان پر نشان دکھایا جائے گا"۔ یہ یقینی امر ہے کہ انجیل متی کی آیت سے مراد یہی نشان ہے اور اس بات کی تصدیق انجیل کی آیت سے بھی بہت اچھی طرح ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ "ان دنوں ترت سورج اندھیرا ہو جائے گا اور چاند روشنی نہیں دے گا"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نشان ابن آدم کے لئے آسمان پر ظاہر ہونے والا تھا جس کو دنیا نے دیکھنا تھا۔ یہ پیشگوئی جو کسوف و خسوف کے متعلق ہے تیرہ سو برس سے آنحضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہے اور نہایت عمدگی اور صفائی کے ساتھ انہیں تاریخوں میں واقع ہوئی ہے جو حضور ممدوح ﷺ نے مقرر فرمائی تھیں اور اس کا وقوع آسمان پر ہوا جہاں ہر ایک آدمی اس کو دیکھ سکتا تھا اور کسی طرح کے شک کی گنجائش نہیں ہو سکتی تھی۔ ایسے بدیہی اور بیّن نشان سے عیسائی صاحبان انکار نہیں کر سکتے .... اور نہ ہی کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ متی ۳۰:۲۴ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ساتواں ہزار

(ج)...... یہودی اور مسیحی حلقوں میں یہ بات مانی جاتی ہے کہ مسیح موعودؑ کا نزول آدم علیہ السلام سے ساتویں ہزار میں واقع ہو گا اور ظاہر ہے کہ اب آدم علیہ السلام سے ساتواں ہزار جا رہا ہے۔ اس لئے یہی وقت مسلّم طور پر ظہور مسیح موعودؑ کا ہے۔ خدا نے دنیا کو چھ دنوں میں بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ لیکن زبور ۴:۹۰ اور قرآن شریف کے رو سے ثابت ہے کہ خدا کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ چھ ہزار سال تک تو دنیا مشقت اور محنت میں گزارے گی اور ساتویں ہزار میں جو سبت اور آرام کا دن مقرر تھا اس میں خدا کے بندے مسیح موعودؑ کی بادشاہت میں امن و آرام سے بسر کریں گے۔ یہ ساتواں ہزار ابھی شروع ہوا ہے اور اگر مسیح موعودؑ اس وقت ظاہر نہ ہو تو پھر اس کا ظاہر ہونا ہی محال اور ناممکن ہے۔

(د)...... عیسائیوں کے حساب کے مطابق بائبل کی پیشگوئیوں کے رُو سے بھی یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا ثابت ہوتا ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور کئی کتابیں اسی مضمون پر لکھی اور شائع کی گئی ہیں۔ جن میں بڑے وثوق کے ساتھ بائبل کی پیشگوئیاں کے مطابق یہی زمانہ ظہور مسیح موعود کا قرار دیا گیا ہے۔ میں اس جگہ ان بہت ساری کتب و رسائل میں سے صرف ایک ہی کا حوالہ دیتا ہوں جس کا نام "ملینیل ڈان" ہے۔ یہ کتاب ۱۸۸۹ء میں شائع ہوئی ہے۔ فاضل مصنف نے اس میں بڑے غور و فکر سے بائبل کی پیشگوئیوں پر تدبر کر کے نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ مسیح

موعود کا ظہور ۱۸۷۳ء میں ضرور ہوگا۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت سے لے کر ۱۹۱۴ء تک وہ اپنے مقدسوں کو جمع کرتا رہے گا اور تب اس کی بادشاہت ایسی مضبوط طور پر قائم ہو جائے گی کہ جس کو سارے لوگ دیکھ سکیں گے۔ لیکن اس وقت سے پہلے اس کو سوائے چند خاص برگزیدوں کے کوئی نہ پہچانے گا۔

دانیال نبی کی پیشگوئی

(ہ)......: دانیال نبی کے ۱۲ باب کی آخری آیات سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ ۱۲۹۰ ہجری میں ظاہر ہوگا اور ۴۵ سال تک اس کا دور دوراں رہے گا۔

ان آیات میں وہ جملہ جس کا ترجمہ "اور وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائے گی" کا کیا گیا ہے۔ دراصل اس کے معنے یہ ہیں کہ بت توڑے جائیں گے۔ اصل عبرانی میں یہ الفاظ ہیں (ولطیطشقوس) یعنی اور بت توڑ دئے جائیں گے۔ یہ آنحضرت فخر موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ آپ ہی کے عہد رحمت مہد میں بت توڑے گئے۔ اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ مسیح موعودؑ کا ظہور بھی اسی زمانہ میں ہوا جو اس پیشگوئی میں درج ہے یعنی سب سے پہلے ۱۲۹۰ ہجری کے قریب ہی انہوں نے دعویٰ ماموریت کیا۔ انہوں نے یہ بھی پیشگوئی کی کہ میرا زمانہ ۴۰ سال کے قریب ہوگا۔ پھر جب عیسائیوں کی اس بات پر غور کرتے ہیں کہ وہ بھی بائبل کی دوسری آیت کی بنا پر مسیح موعود کے نزول کا یہی زمانہ شمار کرتے ہیں تو اس آیت کے ان معنوں کو اور بھی تقویت پہنچتی ہے

متی کی ایک آیت کی تشریح

متی ۲۴:۲۴ میں مسیح سے منقول ہے کہ "کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے اور ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکھاویں گے کہ اگر ہو سکتا تو وے برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے"۔ اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ ان الفاظ کو کیا وقعت حاصل ہے۔ راقم "اگزیمنر" اسی آیت کی بنا پر حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے سے انکار کرتا ہے۔ لیکن یہ دیکھنا ضروری ہے کہ حقیقت میں اس پیشگوئی سے مراد کیا ہے؟ کیا اس کے یہی معنی ہیں کہ ہم کسی نبی کو نہ مانیں خواہ اس کے ہاتھ سے کیسے ہی سچے اور عیاں معجزات بھی ظاہر کیوں نہ ہوئے ہوں؟ کیا اس کا یہی مطلب ہے کہ ایسے نبی سے بھی انکار ہی کیا جائے جس کے ہاتھ سے ایسے معجزات ظاہر ہوئے ہوں جو سچے نبیوں سے بھی ہو سکتے ہیں؟ کیا وہ نشانات جن کے ظہور سے سچے نبی شناخت کئے جاتے ہیں جھوٹے نبی بھی دکھا سکتے ہیں؟ اگر یہی حال ہے تو پھر سچے اور جھوٹے نبیوں کی شناخت میں فرق کیا اور کہاں ہے؟۔ اور اس بات کا پھر کیا ثبوت باقی رہتا ہے کہ انبیائے سابقین جن کی صداقت پر ایمان لایا جاچکا ہے حقیقت میں صادق ہی تھے؟ جبکہ وہی نشان جو انبیائے سابقین کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئے اور ان کی شناخت اور تصدیق کا ثبوت ٹھہرائے گئے وہ نبوت کے جھوٹے مدعیوں سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں تو اس بات کو کیوں مانا جائے کہ وہ لوگ برحق نبی تھے اور یہ جھوٹے؟

سیل ـــــ سیل ـــــ سیل

پاکستانی سپر کرنل باسمتی ۱۰ کلو	34مارک
لذّا باسمتی چاول ۱۰ کلو	44مارک
چپاتی آٹا ۱۰ کلو	6-90مارک
تازہ سبزیاں فی کلو	6-90مارک
مرغ لیگ پیس ۱۰ کلو	16-90مارک
Fladenbrot	1-20مارک
PG چائے 500 گرام	9-90مارک
PG چائے 275 بیگز	14-90مارک

ٹیلیفون کارڈز، خواتین اور بچوں کے لئے ورائٹی سوٹ، برقعہ بہترین کوالٹی میں دستیاب ہیں۔
بکرے کا گوشت ایڈوانس بکنگ پر حاصل کریں

ـــــ رحیم ایشین ـــــ
Kirchheimer str.52 Eppelheim bei Heidelberg
Tel./Fax: 06221-796816

یہ مسیحی ایڈیٹر صاحب تو ایسے بیباک نکلے ہیں کہ انہوں نے سچے اور جھوٹے نبیوں کی شناخت کے علم کے سر پر پانی پھیر دیا ہے اور یہ قرار دیا ہے کہ پہلے نبیوں نے جو نشان دکھائے تھے اور جن پر ان کی صداقت کا مدار سمجھا گیا تھا وہ بیسویں صدی کے جھوٹے نبی بآسانی دکھا سکتے ہیں۔ پھر جبکہ یہی حال ہے تو سچے اور جھوٹے نبی میں امتیاز اور شناخت کا کون سا معیار باقی رہتا ہے۔ اس طرح تو سارے پہلے نبی جھوٹے ہی قرار پاتے ہیں۔ اگر یسوع کی اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ ہر مدعی نبوت کا بلاامتیاز انکار ہی کیا جائے خواہ اس کی تائید میں کیسے ہی زبردست اور بین نشانات کیوں نہ ظاہر ہوئے ہوں تو اس کی یہ بات نہایت کی قابل نفرت اور مضر ہے کیونکہ یہ تو پہلے سچے نبیوں کو جھوٹا قرار دینے کے لئے ایک وجہ بنتی ہے۔ اور اس طرح یہ کلام سچے اور جھوٹے اور کاذب و صادق میں سے تمیز اٹھا دیتا ہے اور سچ اور جھوٹ کو مخلوط کر دیتا ہے۔

اگر وہ نشانات جو سچے نبیوں نے دکھائے جھوٹے نبی بھی دکھانے پر قدرت رکھتے ہیں اور سچے کو جھوٹے نبی سے تمیز اور شناخت کرنے کے لئے کوئی معیار موجود نہیں تو پھر خود عیسائیوں کے ہاتھ میں یسوع کی صداقت کی کونسی دلیل باقی رہ جائے گی۔ اور کیوں یہودیوں کو مسیح کے جھوٹا ٹھہرانے میں حق پر نہ مانا جاوے؟ اول تو یسوع کے جو معجزات بیان کئے جاتے ہیں وہ نرے خوش اعتقادوں کے بنائے ہوئے قصے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ کوئی تاریخی ثبوت اس بات کا پیش نہیں کیا جاتا کہ جن باتوں کے ظہور کا یسوع سے بطور معجزہ دعویٰ کیا جاتا ہے وہ کبھی دنیا میں واقع بھی ہوئی تھیں۔ لیکن اگر فرض محال کے طور پر ان کے وقوع کو مان بھی لیا جائے تو بھی ایڈیٹر صاحب "اگزیمنر" کے اصول کے مطابق وہ یسوع کی سچائی کا کسی طرح ثبوت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا اپنا بیان ہے کہ ایسے معجزات جھوٹے نبی بھی دکھا سکتے ہیں۔ پس مسیح کے سچا نبی ہونے کے لئے کوئی امتیازی نشان باقی نہیں رہ جاتا اور یہودیوں کی شہادت اس کے کذب پر ناطق ٹھہرتی ہے۔

افسوس تو یہ ہے کہ پادری صاحبان ایسے تعصب کی تاریکی میں پھنسے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے کی طرف مائل بھی نہیں ہوتے۔ ان کی یہ عادت ہو گئی ہے کہ وہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب کو بے سوچے سمجھے جھوٹا نبی کہہ دیتے ہیں اور یہ توجیہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اسی طرح کا جھوٹا نبی ہے جن کی نسبت یسوع نے کہا ہوا ہے کہ بہتیرے جھوٹے مسیح اٹھیں گے اور بڑے بڑے نشانات دکھائیں گے۔ جب ان لوگوں کے منہ سے یہ باتیں سنی جاتی ہیں تو ان کی حالت پر رونا آتا ہے۔ ہم ان سے اتنا دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا جھوٹے ہی آتے رہیں گے یا کوئی سچا بھی آئے گا؟ اور کیا سچے اور جھوٹے نبی کی شناخت کے لئے کوئی معیار ہے بھی کہ نہیں؟ اور کیا ساری بائبل ایسی نکمی ہے کہ کسی مدعی نبوت کی صداقت پرکھنے کے لئے کوئی محک پیش نہیں کرتی؟ کیا یسوع کی اتنی بات کہ "بہتیرے جھوٹے نبی آئیں گے اور حیرت انگیز نشانات دکھائیں گے" اس بات کے لئے کافی ہو گئی ہے کہ ہر مدعی نبوت کا بے سوچے سمجھے انکار کر دیا جائے؟ کیا انسان میں اتنی عقل بھی نہیں رہی کہ ایک مدعی نبوت جو دلائل اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتا ہے ان پر غور کرے۔ اور اپنے لئے فیصلہ کرے کہ آیا وہ مدعی سچا ہے یا جھوٹا؟ کیا ہر ایک مدعی نبوت کا بے سوچے سمجھے انکار کرنا اور اس کے دعاوی اور دلائل کی طرف بالکل آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا اور نہ ان کی طرف کان دھرنا اور نہ ہی کچھ غور کرنا عیسائیوں کے آقا یسوع کی وصیت ہے؟ اور دوبارہ آمد کے وقت کس طرح اس کو سچا نبی مانا جائے گا؟ کیا سچے اور جھوٹے میں امتیازی نشان کوئی نہیں؟ اگر کوئی نشان ایسے نہیں تو عیسائی کس طرح ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع جھوٹا نبی نہ تھا؟ اگر ایسے نشانات کا ہونا ممکن ہے تو کیوں ذرا تامل اور غور سے نہیں دیکھتے کہ آیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تائید میں اس قسم کے نشانات ظاہر ہوئے ہیں کہ نہیں؟ پھر اگر وہ اس طرح جھوٹے ثابت ہوں تو پادریوں کا فرض ہے کہ ان تمام علامات کو ظاہر کر کے جو سچے نبی کو جھوٹے نبی سے تمیز کرنے کے لئے مقرر ہیں دنیا کو ان کے جھوٹے نبی ہونے کا ثبوت دیں۔ صرف منہ سے اتنا کہہ دینا کہ وہ جھوٹا نبی ہے بڑی بھاری بیباکی ہے۔ پھر راقم "اگزیمنر" نے ایک اور بیہودہ بات لکھی ہے کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب نے ایسی پیشگوئیاں کی ہیں جن کے پورا ہونے میں ان کو کامیابی حاصل ہوئی تو بھی وہ سچے نہیں مانے جا سکتے کیونکہ یسوع نے کہا ہے کہ "بہتیرے جھوٹے نبی اٹھیں گے اور حیرت انگیز نشان دکھائیں گے۔

پھر یہ لکھا ہے کہ پیشگوئیاں قابل اعتراض ہیں کیونکہ ان دنوں جھوٹے نبی بھی ہونگے اور سچے نبی بھی ہونگے اور کسی مدعی نبوت کی پیشگوئیوں کا جھوٹا نکلنا اس کے کذب دعویٰ پر دال نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن سے بائبل کی بیخ و بنیاد اکھڑ جاتی ہے۔ اگر یسوع کے کلام کے وہی معنے سمجھے جائیں جو ایڈیٹر "اگزیمنر" نے بیان کئے ہیں تو پھر یسوع کی باتیں چونکہ گمراہ کرنے والی ہیں اور خدا کے کلام سے جو موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء پر نازل ہوا تھا مخالف ہیں اس لئے قطعی طور پر مردود ہیں۔ اس اخبار کے رو سے سچے نبی کو جھوٹے نبی سے تمیز کرنے کے لئے کوئی محک نہیں۔ یہاں تک کہ کسی مدعی نبوت کی پیشگوئیوں کا سچا ہونا اس کی صداقت کی دلیل نہیں اور اس کی پیشگوئیوں کا جھوٹا ہونا اس کے کذب پر دلیل نہیں۔ ان کے نزدیک جھوٹے نبی بھی سچی پیشگوئی کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ یہ کیسی شرمناک بات ہے کہ مسیحی مشنری بائبل سے ایسے ناواقف ہیں۔

بائبل میں تو کھلے طور پر سچے اور جھوٹے نبی کی شناخت کے آثار لکھے ہیں۔ اس میں صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے کہ سچی پیشگوئی کے معجزے جھوٹے نبیوں سے صادر نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ بیسویں صدی کچھ ایسی آئی ہے کہ اس کے مسیحی مشنری جو بائبل اور گزشتہ نبیوں کی تواریخ سے واقفیت کے مدعی ہیں کہتے ہیں کہ سچے اور جھوٹے نبیوں کی شناخت کرنے کے لئے کوئی محک موجود نہیں۔ پیشگوئیاں محض مبہم ہوتی ہیں اور ان سے ہدایت نہیں مل سکتی اور جھوٹے نبی بھی ایسے معجزے دکھا سکتے ہیں جو سچے نبیوں کی صداقت کا نشان ہوتے ہیں۔ وہ ایک لحہ کے لئے بھی یہ بات خیال میں نہیں لاتے کہ اگر سچے اور جھوٹے نبی کو پہچاننے کے لئے کوئی معیار موجود نہیں تو سچے نبیوں کو جن میں یسوع کو بھی وہ شامل کرتے ہیں کس ثبوت پر سچا مانا جا سکتا ہے۔ افسوس کہ تعصب اور جہالت نے ایسا احاطہ کیا ہوا ہے کہ لوگ سچی بات کو اپنی توہم پرستی اور انسان پرستی کے نقصوں کو چھپانے کے لئے ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ یا ان کی سمجھ ہی ایسی مسخ ہو گئی ہے کہ وہ ان حقائق سے انکار کرنے پر جلد آمادہ ہو جاتے ہیں جو ان کے مسلمات میں داخل ہوتی ہیں۔ مثلاً عیسائی صاحبان کی حالت اس موقع پر غور کرنے کے قابل ہے۔

سچے اور جھوٹے میں امتیاز کے لئے بائبل کا پیش کردہ معیار

میں اس جگہ ناظرین کو یہ بات دکھاتا ہوں کہ عیسائیوں کے مذکورہ بالا اعتقاد کے برخلاف بائبل میں سچے اور جھوٹے نبیوں کی شناخت کرنے کا معیار موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جھوٹا نبی وہی ہوتا ہے جس کی پیشگوئی پوری نہیں ہوتی۔ میں اس بات کے ثبوت میں کتاب استثناء کی وہ آیات پیش کرتا ہوں جن کے پڑھنے سے صاف الفاظ میں میری بات ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ استثناء ۱۸:۲۰-۲۲ میں لکھا ہے "لیکن وہ نبی جو گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔ اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم پڑ جائے تو مسکین کو کھانا کھلا

ہمسائیگی کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ امیروں کو چاہئے کہ اگر ارد گرد غریب نہ دیکھیں تو غرباء کی بستیوں میں جا کر ان کی کچھ مدد کریں

مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو

احمدیوں کو خاص طور پر ان نیکیوں کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں اٹھانا چاہئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۳؍مارچ ۲۰۰۰ء بمطابق ۳؍امان ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَاعْبُدُوااللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ . اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ (سورۃ النساء:۳۷)

یہ آیت وہی ہے جو اس سے پہلے بھی میں نے حقوق کے تعلق میں پڑھی تھی اور اس کے جو ابتدائی حصے ہیں ان پر پہلے میں خطبات دے چکا ہوں۔ اب صرف تین مضامین ایسے ہیں جن پر کچھ مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اول مساکین کا حق، دوسرے ہمسائے کا حق، تیسرے زیر نگیں خادموں اور ملازموں کا حق۔ تو اگرچہ اس میں بعض باتوں کی تکرار ہو گی مگر کوئی حرج نہیں کیونکہ تکرار سے ایک چیز بار بار ذہن نشین ہوتی رہتی ہے۔ مگر پوری طرح اس تکرار کو چھوڑا نہیں جا سکتا کیونکہ ایک حدیث میں مختلف مضامین بیان ہوتے ہوتے آخر پر مثلاً مساکین کا ذکر آیا ہے تو پھر وہ ساری حدیث پڑھنی ہوتی ہے یہ تو نہیں کہ صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا پڑھا جائے۔

اب اس کا ترجمہ میں آپ کو سناتا ہوں۔ اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکینوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔ اس مضمون پر یہ آیت پوری طرح جامع اور مانع ہے۔ تمام وہ باتیں جو قابل بیان تھیں وہ ساری اس تعلق میں اس آیت کے اندر بیان ہو چکی ہیں۔

اب جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا اب میں باری باری اس آیت کے وہ حصے پیش کرتا ہوں یعنی ان حصوں کے متعلق احادیث پیش کرتا ہوں جو اس سے پہلے بیان نہیں کئے گئے۔ مساکین سے متعلق ہدایت۔ عن ابی هريرة ان رجلا شكى رسو ل الله ﷺ قسوة قلبه فقال له ان اردت تليين قلبك فاطعم المسكين وامسح رأس اليتيم (مسند احمد بن حنبل جلد دوم)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنی سخت دلی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم پڑ جائے تو مسکین کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر دست شفقت رکھ۔

ایک دوسری حدیث بخاری سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیوہ اور مسکین (کے حقوق کی حفاظت) کیلئے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے یا قیام اللّیل کرنے والے (اور) دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

(بخاری کتاب النفقات)

رمضان شریف میں لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو قیام بھی کرتے ہیں۔ تو ایسے موقع پر پھر جہاد بھی در پیش آ جائے تو یہ ساری نیکیاں مشکل کاموں کی صورت میں اکٹھی ہو جاتی ہیں اور اگرچہ مسلمان شوق سے جہاد کرتے ہیں مگر روزے دار کے لئے جہاد کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ پس اس پہلو سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان ساری نیکیوں کا ثواب اس کو ملے گا جو بیوہ اور مسکین کے اوپر نگہبان ہو اور ان کے حقوق کا خیال رکھے۔

اسی طرح ایک روایت سنن نسائی سے لی گئی ہے عبداللہ بن اوفیٰ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کثرت سے ذکر الٰہی کیا کرتے تھے، فضول بات بالکل نہیں کیا کرتے تھے اور نماز کو لمبا کیا کرتے تھے، خطبہ مختصر دیا کرتے تھے اور اس بات کا بالکل برا نہیں مناتے تھے کہ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چل کر جائیں اور اس کی حاجت روائی کریں۔

یہاں عمومی دستور کا بیان ہوا ہے آنحضور ﷺ چھوٹا خطبہ ہی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن بعض احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بہت لمبا خطبہ دیا، اتنا لمبا خطبہ کہ پھر نمازیں جمع کرنی پڑیں۔ پس اس پہلو سے احادیث پر نظر رکھتے ہوئے ہم نے درمیانی راہ اختیار کی ہے اور اس وقت چونکہ ساری دنیا کے احمدیوں کے مسائل پیش نظر ہیں اس لئے مضمون کو نسبتاً زیادہ تفصیل سے بیان کرنا پڑتا ہے۔ بہرحال کوشش یہی ہوتی ہے کہ ایک گھنٹہ سے زیادہ کا مضمون نہ ہو۔

ایک حدیث جو بخاری کی ہے اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسکین وہ نہیں جسے ایک دو لقموں یا ایک دو کھجوروں کے لئے در در کے دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ بلکہ مسکین وہ ہے جو اپنے پاس کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس کے ذریعہ وہ دوسروں سے مستغنی ہو سکے اور اس کی اس حالت کا دوسروں کو علم بھی نہیں ہوتا تاکہ اُسے صدقہ دیا جا سکے اور نہ ہی وہ خود جا کر لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے۔

اصحاب الصفہ کا یہی حال تھا وہ مساکین آنحضرت ﷺ کی مسجد کے باہر تھڑوں پر بیٹھے رہتے تھے۔ اس لئے بیٹھتے تھے کہ آنحضور ﷺ کی باتوں سے محروم نہ رہیں اور حضور جب بھی باہر تشریف لائیں آپ ان سے سوال وغیرہ کر سکیں اور ان کی اس حالت کا علم نہیں ہوا کرتا تھا لوگوں کو کہ بہت بھوکے اور غریب ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ بعض دفعہ بھوک کی شدت سے ان کو غشی کا دورہ پڑ جاتا تھا اور لوگ سمجھتے تھے کہ مرگی کا دورہ ہے اور اس کی وجہ سے جیسا کہ عرب کا دستور تھا پرانی جوتیاں سونگھاتے یا مارتے تو یہ صحابہ کا حال تھا غربت اور مسکینی سے۔ مگر یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ اپنے منہ سے اپنا حال بیان کریں۔

ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس گوہ لائی گئی۔ مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں عربوں میں رواج تھا کہ گوہ بھی کھاتے تھے۔ آپؐ نے اسے نہ کھایا کیونکہ ایک ناپسندیدہ چیز ہے اور نہ دوسروں کو اس سے منع کیا۔ ان میں کوئی ہونگے بھوکے بیچارے جن کو قسمت سے گوشت ملا تو رسول اللہ ﷺ نے ازراہ ترحم ان کو بھی منع نہ فرمایا مگر خود بہرحال نہیں کھائی۔ مَیں نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا ہم اسے مساکین کو نہ کھلادیں؟۔ یہ مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے یا کسی اور راوی سے یہ واضح نہیں اس حدیث میں مگر بہرحال الفاظ یہی ہیں۔ مَیں نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا ہم اسے مساکین کو نہ کھلایا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، اُن کو وہ نہ کھلاؤ جو تم خود نہیں کھاتے۔

پس مساکین کی خدمت کا بہت گہرا راز اس میں مضمر ہے کہ بعض لوگ اپنی پھٹی پرانی چیزیں مساکین کو دیتے ہیں یا کھانا بھی وہ جو گندہ ہو رہا ہو اور باسی ہو رہا ہو جس کو وہ خود نہیں کھا سکتے۔ پس کبھی بھی مسکینوں کو ایسے پھٹے پرانے کپڑے نہیں دینے چاہئیں اور نہ ایسا کھانا دینا چاہئے جسے وہ خود نہ کھا سکتے ہوں۔

ابو امامہ سے مروی ہے یہ روایت نسائی سے لی گئی ہے۔ ابو امامہ بن سھل بن حُنَیف سے مروی ہے کہ ایک مسکین عورت بیمار ہو گئی اور آنحضرت ﷺ کو اس کی بیماری کے بارہ میں بتایا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی عادت تھی کہ آپ مساکین کی عیادت کیا کرتے اور ان کے بارہ میں پوچھتے رہتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب یہ فوت ہو تو مجھے بتانا۔ تاہم اس کا جنازہ رات کے وقت تیار ہوا اور صحابہ نے آنحضرتؐ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ صبح کے وقت آنحضرتؐ کو اس کے بارہ میں بتایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا مَیں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ مجھے اس کے بارہ میں بتانا؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے رات کو آپ کو جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ تب آنحضرتؐ اس کی قبر پر گئے اور لوگوں کے ساتھ صف بندی کر کے چار تکبیریں کہیں۔ (سنن نسائی کتاب الجنائز)۔ چار تکبیریں یہ جنازہ کے خلاصہ کے طور پر ہے یعنی اس کی نماز جنازہ آپ نے پڑھائی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں ہی وفات دینا اور قیامت کے روز میرا حشر بھی مسکینوں کے زمرہ میں کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کیوں یا رسول اللہ؟۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ اَغنیاء کی نسبت چالیس خریف پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ! مسکین کو (خالی) نہ لوٹا خواہ کھجور کا ایک حصہ ہی دینا پڑے۔ اے عائشہ! مسکینوں سے محبت کر اور اُنہیں قریب رکھ۔ اللہ بھی تجھے قیامت کے دن اپنا قرب عطا فرمائے گا۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث مسلم کتاب الجنۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ اور جنت کی آپس میں بحث و تکرار ہو گی۔ مراد یہ ہے کہ یہ ایک تمثیلی کلام ہے یہ تو نہیں کہ دوزخ اور جہنم ایک دوسرے کی باتیں سنیں گے اور ایک دوسرے سے بات کریں گے۔ جنت تو اتنی دور ہو گی دوزخ سے کہ دوزخ کی کوئی آواز بھی جنت تک نہیں پہنچے گی تو یہ ایک تمثیلی کلام ہوا کرتا ہے اس کو تمثیلی کلام ہی سمجھنا چاہئے اور یہ مراد ہرگز نہ لیں کہ سچ مچ دوزخ جنت سے باتیں کرے گی اور جنت دوزخ سے باتیں کرے گی۔

بہرحال اس تمثیل میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ دوزخ نے کہا کہ مجھ میں بڑے بڑے جابر اور متکبر داخل ہوتے ہیں اور جنت کہنے لگی کہ مجھ میں کمزور اور مسکین داخل ہوتے ہیں یعنی بظاہر دوزخ اپنی بڑائی کر رہی تھی کہ مجھ میں بڑے بڑے لوگ ہیں اور جنت نے جواباً یہ کہا کہ مجھ میں تو مسکین ہی ہیں صرف۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا کہ تُو میرے عذاب کی مظہر ہے۔ جسے مَیں چاہتا ہوں تیرے ذریعے عذاب دیتا ہوں اور جنت سے کہا: تُو میری رحمت کی مظہر ہے، جس پر مَیں چاہوں تیرے ذریعے رحم کرتا ہوں اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو اس کا بھرپور حصہ ملے گا۔

(مسلم كتاب الجنة و صفة نعمها و أهلها)

یہاں بھرپور حصے سے مراد یہ ہے کہ دوزخ بھی ایسے بدنصیب لوگوں سے بھر جائے گی جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا اس سے پوچھے گا هَلِ امْتَلَأْتِ کیا تو بھر گئی ہے تو اس کی جہنم نہیں بھرے گی یعنی اس کے پیٹ کی جہنم جس طرح کہتے ہیں نا بھرتی نہیں تو یہی محاورہ دوزخ پہ صادق آتا ہے۔ وہ کہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ اور بھی ہے تو دے دے۔ بہرحال جتنے بھی اس بات کے مستحق قرار دئے جائیں گے کہ وہ جہنم میں جائیں وہ سارے جہنم کے پیٹ بھرنے کے لئے بھیج دئے جائیں گے اور جتنے بھی جنت کے حق دار قرار دئے جائیں گے وہ سارے جنت کو بھر دیں گے۔

یہ حدیث سنن ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جعفرؓ بن ابو طالب مساکین سے محبت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ مل کر بیٹھتے، اُن سے باتیں کرتے اور وہ آپؓ سے باتیں کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی کنیت ابو المساکین رکھ دی تھی۔ (سنن ابن ماجه كتاب الزهد)۔ یعنی پیار کے ساتھ انہیں کہا یہ مساکین کا باپ ہے۔ پس مساکین سے متعلق یہی حدیثیں ہیں جو میں نے آپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے رکھی تھیں۔ ان میں مساکین سے متعلق بہت گہرا اور وسیع مضمون آ جاتا ہے۔ اب میں ہمسایوں سے متعلق بعض احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ہمسایوں سے متعلق اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ایک اقتباس تفصیل سے گزر چکا ہے مگر اب یہ احادیث میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں جن کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہیں اور بعض دفعہ لگتا ہے کہ تکرار ہو رہی ہے مگر یہ تکرار بہتر ہے کیونکہ اس تکرار کے نتیجے میں بار بار ایک نصیحت کی بات دلوں میں نشین ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں نئی نسلیں بھی اچھی تربیت پاتی ہیں۔ بہرحال اب ہمسائے کے معاملے میں بخاری کتاب الادب سے یہ حدیث میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبریل مجھے ہمسائے کے بارہ میں بار بار وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مَیں نے سمجھا کہ شائد وہ اسے وارث قرار دے دے گا۔ اب یہاں نصیحت نہیں، لفظ وصیت ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ عربی میں وصیت بہت سخت اور پکی نصیحت کو کہا جاتا ہے۔ تو جبرائیل اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کو بار بار یہ گہری اور پکی نصیحت کرتا رہا کہ ہمسایوں کا بہت خیال رکھا جائے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ شبہ پڑا کہ شاید یہ اب مجھے یہ بھی بتا دے گا کہ ہمسائے ورثے میں بھی شامل ہو جائیں گے اور وارث قرار دئے جائیں گے۔

سنن ابی داؤد کتاب الادب سے یہ حدیث ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ میرے دو ہمسائے ہیں۔ مَیں (حسن سلوک میں) کس سے ابتدا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ان دونوں میں سے جس کا دروازہ قریب تر ہو۔

ایک حدیث مسلم کتاب البر والصلۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے دوست ﷺ نے مجھے یہ تاکیدی نصیحت فرمائی۔ اب آنحضور ﷺ کو جگری دوست یعنی خلیلی، خلیل جگری دوست کو کہتے ہیں تو بڑے پیار اور محبت سے اپنا جگری دوست کہہ رہے ہیں۔ پس میرے جگری دوست ﷺ نے مجھے تاکیدی نصیحت فرمائی کہ جب تو کوئی سالن پکائے تو اس میں شوربہ زیادہ کر لیا کر پھر اپنے پڑوسیوں پر نگاہ ڈال اور اس سالن کے ذریعہ سے اُن سے حسنِ سلوک کر۔

آج کل کے ترقی یافتہ معاشروں میں تو یہ ممکن نہیں ہے کہ اس حدیث پر لفظاً لفظاً عمل کیا جائے کیونکہ ہمسائے ایک تو پسند نہیں کرتے اس قسم کے گہرے تعلقات کو اور دوسرے ان کو ضرورت بھی کوئی نہیں کہ آپ کا شوربہ کھائیں۔ آپ کے کھانے کی طرز بھی الگ ہو سکتی ہے، ان کی بالکل الگ ہو سکتی ہے تو اس لئے اس کا اطلاق زیادہ تر ہمارے غریب ملکوں پر ہوتا ہے اور غریب ملکوں میں بھی مگر ایک مشکل ہے کہ امراء کی بستیاں الگ ہیں اور غرباء کی الگ ہیں جس کی وجہ سے تلاش کرنا پڑتا ہے۔ پس چونکہ ہمسائیگی کا اسلامی مفہوم بہت وسیع ہے اس لئے امیروں کو یہ چاہئے کہ وہ اگر ارد گرد غریب نہ دیکھیں تو غرباء کی بستیوں میں جا کر ان پہ کچھ خرچ کیا کریں، ان کو کچھ کھانا دیا کریں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس حدیث پر ان کا عمل ہو سکتا ہے۔

بخاری کتاب الادب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اُسے چاہئے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔ اور جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

بخاری کتاب الادب ہی میں ابو شریح سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں۔ عرض کیا گیا کون اے اللہ کے رسول؟۔ آپؐ نے فرمایا جس کے شر سے اس کا ہمسایہ امن میں نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک ایسے ہی ہمسائے کو سمجھانے کا ایک عجیب طریق اختیار کیا جس پر وہ پہلی نصیحتیں عمل نہیں کیا کرتی تھیں۔ مگر اس طریق پر وہ مجبور ہو گیا کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ پھر آئندہ سے حسن سلوک کیا کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ یہ سنن ابی داؤد کتاب الادب سے حدیث لی گئی ہے کہ ایک شخص اپنے پڑوسی کی شکایت لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضورؐ نے اس کو فرمایا جا اور صبر کر۔ یہ شخص دو یا تین بار حضورؐ کی خدمت میں (شکایت لے کر) آیا۔ تب آپؐ نے فرمایا: جا اور اپنا مال و متاع راستے میں لا کر رکھ دے۔ اب یہ بہت ہی عجیب انداز ہے نصیحت کا اور یہی نصیحت تھی جو اس پر کارگر ہوئی۔ اُس نے اپنا مال راستہ میں لا کر رکھ دیا۔ اس پر لوگ اس سے پوچھنے لگے کہ راستہ میں اپنا سامان کیوں رکھا ہوا ہے اور جب وہ ان کو بتاتا تھا کہ ہمسائے نے مجھے تنگ کیا ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنا مال سڑک پر رکھ دو تو وہ سب اس (ہمسائے) پر لعنت ملامت کرتے تھے کہ ایسا ذلیل ہمسایہ، ایسا گندہ اور کمینہ کہ تم بے چارے کو اپنے سامان باہر رکھنا پڑ رہا ہے۔ جب ہمسائے کو اس کا پتہ چلا تو وہ دوڑا آیا اور اس نے کہا میری توبہ آئندہ سے کبھی تم مجھ سے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں سنو گے۔

اب دیکھیں آنحضور ﷺ کی نصیحتیں کتنی پیاری، کتنی گہری دل پر اثر کرنے والی ہوتی ہیں

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

اور سب سے زیادہ ایسی حدیثیں آپ کو حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی ملیں گی جنہوں نے یہ عہد کر رکھا تھا کہ مسجد نبوی سے باہر ٹھہرے پڑے رہیں گے تاکہ ایک بات بھی جو آنحضرت ﷺ کریں اس سے محروم نہ رہیں۔ اور آخری چند سال آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں پائے مگر اس کثرت سے حدیثیں مروی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو یادداشت بھی اچھی عطا فرمائی تھی اور آنحضور ﷺ کی دعا لگی تھی ان کو اس یادداشت کے تعلق میں اور بڑی کثرت سے حدیثیں یاد رکھی ہیں اور حدیثیں بتا رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں، یہ منسوب ہوئے ہوئے الفاظ نہیں۔ بعض دفعہ، کبھی کبھی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کے بیان کے وقت لفظوں کے اتنے تابع ہوتے تھے کہ سوچتے نہیں تھے کہ ان لفظوں کے مطلب سے عام لوگ بے خبر رہیں گے یا پوری طرح مفہوم نہیں سمجھ سکیں گے اور ان کو ٹھوکر لگ جائے گی۔ مگر بہر حال روایتیں بتاتی ہیں کہ وہ لفظوں کو پکڑ کر بیٹھ جاتے تھے تاکہ اپنی طرف سے کوئی اور مفہوم داخل نہ کریں۔

اب میں تیسرے طبقہ کی بات کرتا ہوں۔ یعنی زیر نگیں غلاموں اور ملازموں سے حسن سلوک۔ بخاری کتاب العتق میں یہ روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا نوکر کھانا تیار کر کے لائے، اگر وہ اسے اپنے پاس بٹھا کر نہ کھلا سکے تو کم از کم ایک دو لقمے تو اسے کھانے کو دیدے کیونکہ اُسی نے یہ کھانا تیار کیا ہے۔ پس اس نصیحت پر بھی پوری طرح عمل ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے خاندان میں یہ رواج تھا اور خدا کرے کہ جاری رہے کہ کبھی نوکر کی شرمندگی کے باوجود اس کے بار بار اصرار کے باوجود اس کو زبردستی بٹھا لیا جاتا تھا اور اس حدیث کا حوالہ دے کر اس کو مجبور کیا جاتا تھا کہ بیٹھے اور چند لقمے ساتھ کھالے۔

ایک روایت حضرت معرور بن سویدؓ سے مروی ہے مسلم کتاب الایمان سے یہ روایت لی گئی ہے کہ مَیں نے حضرت ابوذرؓ کو ایک خوبصورت کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ ان کے غلام نے بھی ایسا ہی کپڑا پہن رکھا تھا۔ مَیں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں انہوں نے ایک شخص یعنی اپنے غلام کو بُرا بھلا کہا اور اس کی ماں کے عیب بیان کر کے اُسے شرم دلائی۔ حضور ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا: تم میں جہالت کی رگ ابھی باقی ہے۔ یہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں، وہ تمہارے خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے زیر نگیں کر دیا ہے۔ جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے، وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اپنے غلاموں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ اگر تم کوئی مشکل کام ان کے سپرد کرو تو اس کام میں خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ اور ان کی مدد کرو۔ (مسلم کتاب الایمان)

ابن ماجہ کتاب الاحکام سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت لی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔

یہ آخری حدیث بخاری کتاب البیوع سے لی گئی ہے اور یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تین شخص ایسے ہیں جن کا قیامت کے دن مَیں مخالف ہوں گا۔ ایک وہ جس نے میرے نام پر کسی کو امان دی اور پھر غداری کی۔ دوسرا آدمی وہ ہے جس نے کسی آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت لے کر کھا گیا۔ تیسرا آدمی وہ ہے جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا، اس سے پورا پورا کام لیا لیکن اس کو اس کی مزدوری نہ دی۔

یہ باتیں پرانے زمانے ہی کی نہیں، آج کل بھی ہمارے معاشرے میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ امیر لوگ غریبوں سے بیگار لیتے ہیں اور اس کے بعد ان کو کوئی مزدوری نہیں دیتے اور سارا دن کام کرواتے ہیں۔ تھکے ہارے غریب مزدوران کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے کیا بعد تک بھی وہ مطالبے کرتے رہتے ہیں اور پھر ان کی مزدوریاں یا کم دی جاتی ہیں یا نہیں دی جاتیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نظر قیامت تک کے ہر زمانے پر ہے اور یہ باتیں ایسی نہیں جو تاریخ کا حصہ بنی ہوں صرف۔ یہ اب بھی جاری ہیں اور احمدیوں کو خاص طور پر ان نیکیوں کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں اٹھانا چاہئے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"تم حقیقی نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ بنی نوع کی ہمدردی میں وہ مال خرچ نہ کرو جو تمہارا پیارا مال ہے۔ غریبوں کا حق ادا کرو۔ مسکینوں کو دو۔ مسافروں کی خدمت کرو۔ اور فضولیوں سے اپنے تئیں بچاؤ یعنی بیاہ شادیوں میں اور طرح طرح کی عیاشی کی جگہوں میں اور لڑکا پیدا ہونے کی رسوم میں جو اسراف سے مال خرچ کیا جاتا ہے اس سے اپنے تئیں بچاؤ۔ تم ماں باپ سے نیکی کرو اور قریبیوں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور ہمسایہ سے جو تمہارا قریبی ہے اور ہمسایہ سے جو بیگانہ ہے اور مسافر سے اور نوکر اور غلام اور گھوڑے اور بکری اور بیل اور گائے سے اور حیوانات سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں۔ کیونکہ خدا کو جو تمہارا خدا ہے یہی عادتیں پسند ہیں۔ وہ لاپرواہوں اور خود غرضوں سے محبت نہیں کرتا اور ایسے لوگوں کو نہیں چاہتا جو بخیل ہیں اور لوگوں کو بخل کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے مال کو چھپاتے ہیں۔ یعنی محتاجوں کو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۷،۳۵۸)

اسی لئے آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے بطور خاص یہ نصیحت فرمائی تھی "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" یعنی جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو بیان کرو۔ بعض لوگ توڑر کے مارے امیر ہونے کے باوجود خود ہی بہت خراب کپڑے پہنتے ہیں اور گندے کپڑے پہنتے ہیں تاکہ غریبوں کے اوپر یہ ظاہر کر سکیں کہ ہمارے پاس کچھ ہے ہی نہیں۔ تو یہ ایک نہایت ہی بیہودہ رسم ہے۔ اور بعض جگہ یہ پائی جاتی ہے۔ اب ان کمیونٹیز (Communities) کا نام لینا تو مناسب نہیں مگر میں جانتا ہوں کہ ایسے بعض خاص قوموں میں یہ رسم پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کو خدا کی نعمتیں عام کرنے کی توفیق ملے۔ خدا نے نعمتیں دی ہیں تو اچھا پہنیں اور لوگوں پر ظاہر کریں کہ خدا کی نعمتیں ہیں اور پھر ان نعمتوں میں ان کو بھی شریک کریں۔

پھر فرماتے ہیں: "اور منجملہ انسان کے طبعی امور کے جو اس کی طبیعت کے لازم حال ہیں۔ ہمدردیٔ خلق کا ایک جوش ہے۔ تو قومی حمایت کا جوش بالطبع ہر ایک مذہب کے لوگوں میں پایا جاتا ہے اور اکثر لوگ طبعی جوش سے اپنی قوم کی ہمدردی کے لئے دوسروں پر ظلم کر دیتے ہیں۔ گویا انہیں انسان نہیں سمجھتے۔ سو اس حالت کو خُلق نہیں کہہ سکتے۔ یہ فقط ایک طبعی جوش ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ حالت طبعی کوّوں وغیرہ پرندوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک کوّے کے مرنے پر ہزارہا کوّے جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ عادت انسانی اخلاق میں اس وقت داخل ہو گی جب کہ یہ ہمدردی انصاف اور عدل کی رعایت سے محل اور موقع پر ہو اس وقت یہ ایک عظیم الشان خُلق ہو گا جس کا نام عربی میں مواساۃ اور فارسی میں ہمدردی ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے: تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ لَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا. وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا یعنی اپنی قوم کی ہمدردی اور اعانت فقط نیکی کے کاموں میں کرنی چاہئے اور ظلم اور زیادتی کے کاموں میں ان کی اعانت ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔ اور قوم کی ہمدردی میں سرگرم رہو۔ تھکو مت اور خیانت کرنے والوں کی طرف سے مت جھگڑو۔ جو خیانت کرنے سے باز نہیں آتے۔ خدا تعالیٰ خیانت پیشہ لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰۔ صفحہ ۳۶۳)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں کوّوں کی مثال دی ہے یہ بعینہ کوّوں پر صادق آتی ہے۔ بہت چالاک جانور ہے اور اس کو مارنا آسان کام نہیں۔ دور سے ہی بندوق کو دیکھ کر اڑ جاتا ہے مگر اگر کوئی کوّا مر جائے، اتفاق سے مارا جائے تو خواہ کتنے کوّے آپ مار لیں وہ اس کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ پس یہ عجیب صفت ہے اور یہی مضمون ساری کائنات میں سب جانوروں میں پھیلا پڑا ہے۔ ہر جانور کو اللہ تعالیٰ نے ایک غیر معمولی صفت عطا فرما رکھی ہے جس سے انسان اگر چاہیں تو نصیحت پکڑ سکتے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "کسی کا بچہ خراب ہو تو وہ اس کی اصلاح کے لئے پوری کوشش کرتا ہے ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں کہ عیب دیکھ کر اس کو پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو۔ بلکہ وہ فرماتا ہے وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ۔ تو وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا"۔ (ملفوظات جلد ۴ طبع جدید صفحہ ۶۰،۶۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "یہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے اس لئے انہیں امیروں کی امیری اور تمول پر رشک نہیں کرنا چاہئے"۔ یعنی مراد ان غرباء سے ہے جو دل کے بھی غریب ہیں اور نیک دل اور نیک عمل ہیں ایسے غرباء کے متعلق آپ فرما رہے ہیں کہ "امیروں کی امیری اور تمول پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے جو ان کے پاس نہیں۔ ایک غریب آدمی بیجا ظلم، تکبر، خود پسندی، دوسروں کو ایذا پہنچانے، اتلاف حقوق وغیرہ بہت سی برائیوں سے مفت میں بچ جاتا ہے کیونکہ وہ جھوٹی شیخی اور خود پسندی جو ان باتوں پر اسے مجبور کرتی ہے اس میں نہیں"۔ "اسے" سے مراد امیر بھائی کو جو

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

امیروں کو ان کی خود پسندی مجبور کرتی ہے وہ اس غریب میں نہیں ہوتی۔ "یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل آتا ہے تو سب سے پہلے اس کی جماعت میں غرباء داخل ہوتے ہیں اس لئے کہ ان میں تکبر نہیں ہوتا۔ دولتمندوں کو یہی خیال اور فکر رہتا ہے کہ اگر ہم اس کے خادم ہو گئے تو لوگ کہیں گے کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر فلاں شخص کا مرید ہو گیا اور اگر ہو بھی جاوے تب وہ بہت سی سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ الاماشاء اللہ کیونکہ غریب تو اپنے مرشد اور آقا کی کسی خدمت سے عار نہیں کرے گا مگر یہ یعنی امیر، عار کرے گا۔ ہاں اگر خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے اور دولتمند آدمی اپنے مال و دولت پر نازنہ کرے اور اس کو بندگان خدا کی خدمت میں صرف کرنے اور اس کی ہمدردی میں لگانے کے لئے موقع پائے اور اپنا فرض سمجھے تو پھر وہ ایک خیر کثیر کا وارث ہے"۔

(ملفوظات جلد ۴ طبع جدید صفحہ ۴۳۸،۴۳۹)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی نوح میں یہ فرماتے ہیں: "خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اُن سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم اُن کے حقیقی رشتہ دار ہو۔ جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خود نمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو"۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹۔ صفحہ ۳۰)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خاص نصیحت جو جماعت کو ہے وہ پڑھ کر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہ آپ کی آخری نصیحت تو نہیں کہہ سکتے مگر اس مضمون کے آخر پر ہے اس کے علاوہ ایک اور بھی ہے وہ بعد میں بیان کروں گا۔

"تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا۔ وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اَب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے میں کامل اَخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اَور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی۔" (الحکم جلد ۹۔ نمبر ۳۔ بتاریخ ۲۴؍ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا اب یہ دیکھیں کتنی گہری بات فرمائی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اس زمانے میں اسیر تو مسلمان نہیں ہوا کرتے تھے، غیر ہی اسیر آیا کرتے تھے۔ کفار مکہ اور بڑے بڑے سخت دشمن بھی اسیر ہو کر آیا کرتے تھے تو اللہ کی محبت میں ان کو بھی کھلایا کرو، ان کے بھی آرام کا خیال رکھا کرو۔

فرماتے ہیں: "وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اَب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہاء کیا ہے۔ میری رائے میں کامل اَخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اَور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی۔ مجھے صحت ہو جاوے تو میں اخلاقی تعلیم پر ایک مستقل رسالہ لکھوں گا کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرا منشاء ہے وہ ظاہر ہو جاوے"۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں اتنی اخلاقی تعلیم دی ہے کہ دنیا بھر کے اخلاقی تعلیم دینے والوں کی تعلیم اکٹھی کر کے دیکھیں اس کے مقابل پر کچھ بھی نہیں ہو گی۔ مگر ابھی نیکی کی یہ حرص باقی ہے، یہ سخت طلب باقی ہے کہ کاش میں اور بھی لکھوں اور بھی لکھوں یہاں تک کہ سب پر یہ مضمون خوب کھل جائے۔

"مجھے صحت ہو جاوے تو میں اخلاقی تعلیم پر ایک مستقل رسالہ لکھوں گا کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرا منشاء ہے وہ ظاہر ہو جاوے اور وہ میری جماعت کے لئے ایک کامل تعلیم ہو اور ابتغاء مرضات اللہ کی راہیں اس میں دکھائی جائیں۔ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ۔ میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی۔ میں جماعت کو ابھی اس بچے کی طرح پاتا ہوں جو دو قدم اٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے۔ لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو کامل کر دے گا۔ اس لئے تم بھی کوشش، تدبیر، مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں۔ جب اس کا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھول دیتا ہے"۔ (ملفوظات جلد ۴ طبع جدید صفحہ ۲۱۹)

اب یہ آخری اقتباس ہے جو میں پڑھ دیتا ہوں کیونکہ آئندہ اس مضمون کو جو حقوق کا مضمون ہے چھوڑ کر، جہاں تک مجھ سے کوشش ہوئی ہے اس کو مکمل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کچھ اور مضامین شروع ہونگے۔ تو حقوق وغیرہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر ہے:

"یاد رکھو تم میں اِس وقت دو اخوّتیں جمع ہو چکی ہیں ایک تو اسلامی اخوّت اور دوسری اِس سلسلہ کی اخوّت ہے"۔ اسلامی اخوت وہی ہے جو سلسلہ کی اخوت ہے مگر چونکہ اسلامی اخوت کی عام تعلیم کو خاص طور پر جماعت احمدیہ نے اپنایا ہے اور ایک اندرونی محبت کے بندھن میں باندھی گئی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم میں دو اخوّتیں جمع ہو گئی ہیں۔" .... اللہ تعالیٰ نے جابجا رحم کی تعلیم دی ہے۔ یہی اخوّتِ اسلامی کا منشاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپس میں بھائی ہیں۔ ایسی صورت میں کہ تم میں اسلامی اخوّت قائم ہو اور پھر اِس سلسلہ میں ہونے کی وجہ سے دوسری اخوّت بھی ساتھ ہو یہ بڑی غلطی ہو گی کہ کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو اور قضاو قدر سے اُسے ماتم پیش آجاوے تو دوسرا تجہیز و تکفین میں بھی اس کا شریک نہ ہو۔ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ (رضوان اللہ) جنگ میں شہید ہوتے یا مجروح ہو جاتے تو مَیں یقین نہیں رکھتا کہ صحابہ (رضوان اللہ) انہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہوں یا پیغمبر ﷺ اِس بات پر راضی ہو جاتے کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاویں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ایسی وارداتوں کے وقت ہمدردی بھی ہو سکتی ہے اور احتیاط مناسب بھی عمل میں لائی جا سکتی ہے"۔ ہمدردی بھی ہو سکتی ہے اور احتیاط مناسب بھی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ آج کل احمدیوں کے حالات پر پوری طرح صادق آرہا ہے کہ بعض دفعہ کسی کی ہمدردی میں نکلنے والے کو دشمن تاک لگا کر نشانہ بنا لیتا ہے تو اس لئے یہ احتیاط بہرحال لازم ہے کہ ایسے وقت میں ہمدردی کی جائے کہ پھر پوری احتیاط ہو اور اس کی وجہ سے اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالا جائے۔ فرماتے ہیں: "............ جس قدر تجارب سے معلوم ہوتا ہے اس کے لئے بھی نصِ قرآنی سے احتیاط مناسب کا پتہ لگتا ہے"۔ اور احتیاطیں بعض دفعہ وباؤں سے بھی کرنی پڑتی ہیں۔ یعنی ایک مریض ہو گیا ہے اور ایسی بیماری کا شکار ہے جو لگ سکتی ہے اور یہ تحریر میں سمجھتا ہوں چونکہ طاعون کے زمانہ میں لکھی گئی تھی اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطور خاص اس نصیحت کا ذکر فرمایا ہے۔ "جہاں ایسا مرکزِ وبا کا ہو کہ وہ شدّت سے پھیلی ہوئی ہو وہاں احتیاط کر لے لیکن اِس کے یہ معنی نہیں کہ انسان ایک میّت سے اِس قدر بُعد اختیار کر لے کہ میّت کی ذلّت ہو اور پھر اس کے ساتھ ساری جماعت کی ذلّت ہو"۔

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق جب طاعون بعض گاؤں میں گھر گھر اتنا پڑا کہ ان کے دفنانے والے نہ رہے اس وقت جماعت احمدیہ کے لوگ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کے گھروں میں جا کر ان مُردوں کو اٹھاتے اور ان کو دفناتے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیر معمولی احسان ہے جماعت احمدیہ پر کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا مربی ہمیں عطا ہوا اور ایسے لوگ جو وبا کا موجب بن سکتے ہیں اگر وہ مر جائیں تو ان سے بھی پرے ہٹنا جائز نہیں۔ ان کی تدفین میں شریک ہونا لازم ہے۔ "جبکہ خدا تعالیٰ نے تمہیں بھائی بنا دیا ہے تو پھر نفرت اور بُعد کیوں ہے؟ اگر وہ بھی مَرے گا تو اس کی بھی کوئی خبر نہ لے گا"۔ یعنی جو نفرتیں کرتا ہے اگر وہ اپنی نفرتیں جاری رکھتا تو اگر وہ بھی مرے گا تو اس کی بھی پھر کوئی خبر نہیں لے گا۔ "اور اِس طرح پر اخوّت کے حقوق تلف ہو جائیں گے۔"

(الحکم۔ جلد ۹ نمبر ۱۵۔ بتاریخ ۳۰؍ اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

پس یہ حقوق کا جو مضمون تھا یہ اپنی دانست میں مَیں نے جہاں تک کوشش ہو سکی ہے مکمل کر دیا ہے اب انشاء اللہ آئندہ وہ دوسرا سلسلہ شروع ہو گا۔

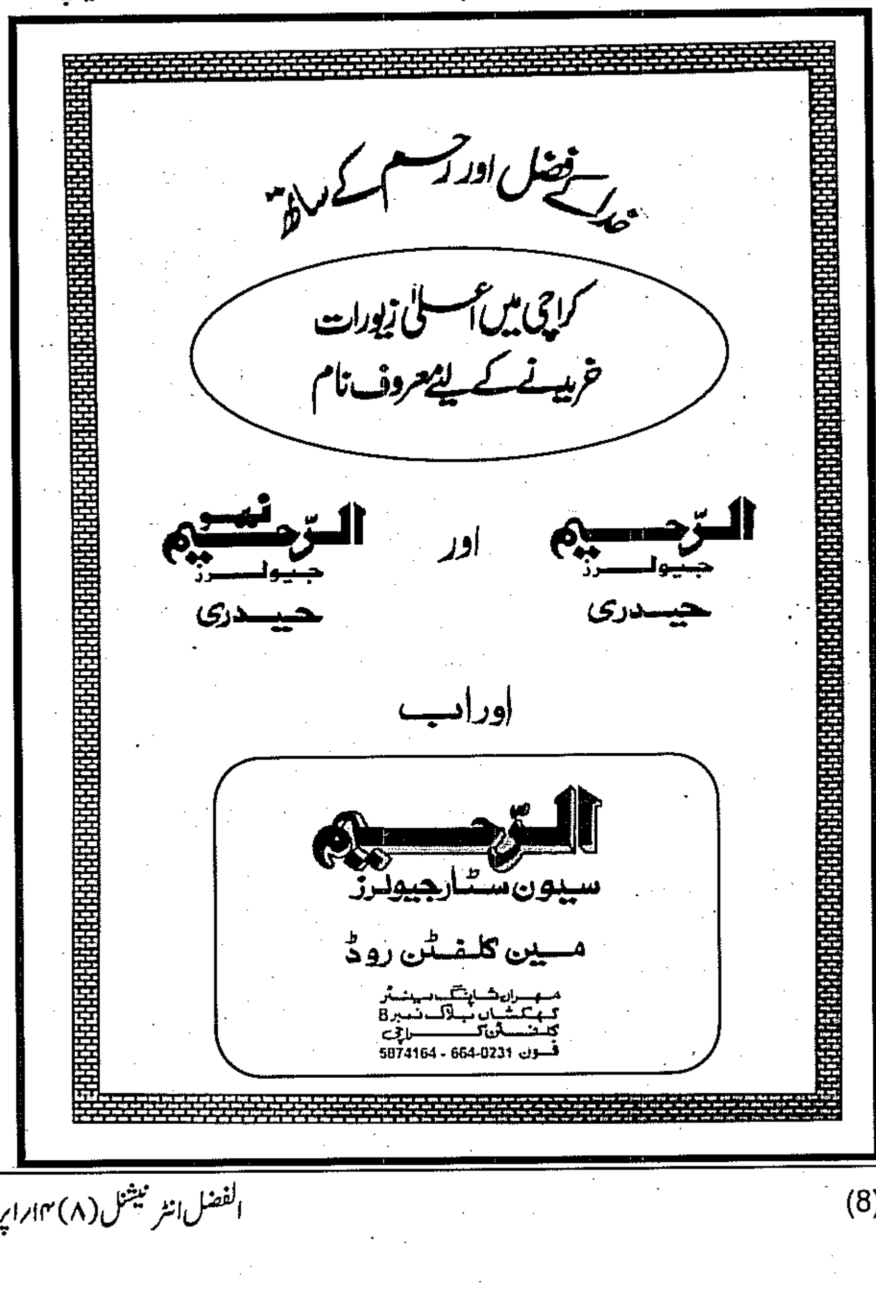

ارضِ ربوہ میں پہلا جلسہ سالانہ

ایک مختصر جائزہ و تعارف

(احمد طاہر مرزا۔ ربوہ)

سرزمین پاکستان میں جماعت احمدیہ عالمگیر کا سب سے پہلا اور تاریخی جلسہ آج سے اکاون سال پہلے ۱۵، ۱۶، ۱۷/اپریل ۱۹۴۹ء کو بابرکت، نوخیز اور نومولود بستی دارالہجرت ربوہ میں بفضل الٰہی منعقد ہوا۔ اور اس بستی کی یہ حالت تھی کہ ابھی ربوہ اسٹیشن کا ٹکٹ بھی جاری نہیں کیا گیا تھا۔ اور جلسہ پر آنے والوں کے لئے یہ ہدایت تھی کہ وہ ربوہ کا ٹکٹ طلب کریں اور اگر ملازمین ربوہ کا ٹکٹ دینے سے انکار کریں تو ان سے Blank Card Ticket بنانے کا مطالبہ کریں۔

(روزنامہ الفضل لاہور۔ ۱۱/اپریل ۱۹۴۹ء)

تاریخی جلسہ ۱۹۴۹ء کے موقعہ پر انتظامی امور و اعلانات کا جائزہ

ماہ اپریل ۱۹۴۹ء میں جو بار بار اعلانات بابت جلسہ سالانہ کئے جاتے رہے ان میں سب سے اول تو نظارت دعوۃ و تبلیغ کا اعلان تھا کہ جلسہ ۱۵ تا ۱۷/اپریل (جمعہ، ہفتہ اور اتوار) کو نئے مرکز ربوہ میں منعقد ہو گا۔

دوسرا اعلان نظارت امور عامہ کی طرف سے تھا کہ وہ ربوہ آتے وقت اصرار کر کے ربوہ کا ہی ٹکٹ بنوائیں کیونکہ حکومت کی جانب سے نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے۔

ایک اور اعلان ناظم جلسہ سالانہ کا لجنہ اماء اللہ کے لئے تھا کہ چونکہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ میں قادیان کی طرح حفاظت کا انتظام مشکل ہو گا اس لئے بہنیں حتی الوسع قیمتی چیزیں مثلاً زیور، زیادہ نقدی وغیرہ اپنے ہمراہ نہ لاویں۔ ورنہ گم ہو جانے کا اندیشہ ہو گا۔ نیز اپنے لئے ایک ایک گلاس اور ایک ایک رکابی بھی ہمراہ لیتی آویں۔ جن بہنوں کی نظر سے یہ اعلان گزرے وہ دوسروں تک بھی اسے پہنچا دیں"۔ (روزنامہ الفضل ۹/اپریل ۱۹۴۹ء)

جہاں تک انتظامی امور اور انتظامات جلسہ سالانہ کا تعلق ہے چونکہ نو آباد شہر و بستی میں مقامی آبادی نہایت کم تھی لہذا خدمت کے لئے ہزاروں رضاکاروں کی ضرورت ناگزیر تھی اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے بار بار یہ اعلان کیا گیا کہ:

"احباب جانتے ہیں کہ امسال ہمارا جلسہ سالانہ ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے چونکہ ربوہ میں مقامی آبادی بہت ہی تھوڑی ہے اس لئے جلسہ کے انتظامات کے لئے ان ہزاروں رضاکاروں کی بجائے جو قادیان میسر تھے رضاکاروں کی تعداد بیسیوں سے آگے نہ بڑھ سکے گی اس لئے باہر سے آنے والے مہمانوں میں سے بھی کافی تعداد میں رضاکار حاصل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ رضاکارانہ کام وہ نوجوان نسبتاً زیادہ بہتر کر سکتے ہیں جو نظام کی پابندیوں میں رہ کر کام کرنے کی تربیت حاصل کرتے ہوں۔ مثلاً ایسے نوجوان جو فرقان کے تربیت یافتہ ہوں۔ اس لئے آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ اپنے علاقہ کے فرقان کے تربیت یافتہ نوجوانوں کو تحریک کریں کہ وہ زیادہ سے زیادہ جلسہ میں شامل ہوں۔ چونکہ وہاں رہائش کے لئے مکانوں کی کمی ہے اس لئے اپنے خیمے بنانے کا سامان ساتھ لے کر آئیں۔ ایک خیمہ میں چھ سے دس تک نوجوان ٹھہر سکتے ہیں۔ خیمہ کا سامان مندرجہ ذیل ہے۔ (۱) ہر ایک کے پاس پانچ چھ فٹ کی بانس کی سوٹی ہو (۲) دو دو تہیاں (۳) چالیس فٹ سوتلی (۴) آٹھ کلّے۔ اس کے علاوہ (۵) چاقو (۶) سوئی (۷) دھاگہ (۸) ایک رکابی یا پیالہ اور گلاس ساتھ ہو تو یہ سب سے اچھا ہے۔ اگر ایسے رضاکار ہمیں سینکڑوں کی تعداد میں نہ مل سکے تو ہمارے لئے جلسہ کے موقعہ پر بہترین انتظام کی روایات قائم رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ پس امید ہے کہ آپ اس کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے پوری توجہ دیں گے۔ جزاکم اللہ

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ پاکستان لاہور

روزنامہ الفضل لاہور۔ ۸/اپریل ۱۹۴۹ء)

اس دور میں صدر خدام الاحمدیہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب تھے۔

(الفضل ۲۷/اکتوبر ۱۹۴۹ء و یکم نومبر ۱۹۴۹ء)

"خدا تعالیٰ کے دفتر کا مہمان"

اس جلسہ کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ ابھی نو آباد شہر کو چند ماہ ہی ہوئے تھے اور اتنا بڑا جلسہ منعقد کروایا جا رہا تھا جبکہ اشیائے خورونوش بھی پوری طرح دستیاب نہ تھیں۔ مہمان نوازی اور ضروریات خوراک پوری کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام جو نظارت بیت المال ربوہ کی طرف سے الفضل میں شائع ہوا حسب ذیل ہے:

"حضرت امیر المومنین (رضی اللہ عنہ) کا پیغام زمیندار بھائیوں کے نام "تین تین سیر فی کس گندم یا آٹا جلسہ سالانہ پر ضرور لیتے آئیں"۔

فرمایا: "میں زمیندار بھائیوں سے کہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو جلسہ پر آئے یا وہ افراد جو جلسہ پر آئیں وہ تین تین سیر گیہوں یا آٹا فی کس کے حساب سے لیتے آئیں۔ اس تین سیر آٹا یا گیہوں میں ایک کھانا گندم یا آٹا لانے والے کا ہو گا اور ایک ایسے آدمی کا کھانا ہو گا جو غریب ہے یا شہری ہے اور وہ اپنے ساتھ گندم یا آٹا نہیں لا سکتا۔ یعنی ڈیڑھ سیر گندم یا آٹا فی کس کھانے کا اندازہ ہے۔ ان تین سیر میں ڈیڑھ سیر اس فرد کا ہو گا اور ڈیڑھ سیر ایک اور شخص کا ہو گا جو خدا تعالیٰ کے دفتر میں اس کا مہمان لکھا جائے گا"۔ (روزنامہ الفضل لاہور ۱۹/اپریل ۱۹۴۹ء)

اس طرح کی مہمان نوازی اور اخلاص کی مثال شاید شاذونادر تاریخ عالم میں ملے گی۔ یہ تاریخ ساز جلسہ ہلکی ہلکی گرمی یعنی اپریل کے وسط میں شروع ہوا۔

اس جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تین تقاریر کے علاوہ جن بزرگان و علماء سلسلہ کو مختلف موضوعات پر تقاریر کی سعادت حاصل ہوئی ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

"حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، مکرم شیخ بشیر احمد صاحب، مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، مکرم مولوی غلام احمد صاحب فاضل، حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ، حضرت مولوی جلال الدین صاحب شمس، مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم، مکرم قاضی محمد نذیر صاحب، مکرم مولوی عبدالغفور صاحب، مکرم قاضی محمد اسلم صاحب، حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحبؓ اور حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب۔

☆......☆......☆

جلسہ سالانہ کے عمومی و انتظامی کوائف کا مختصر جائزہ

"یہ جلسہ انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں ہو رہا تھا۔ اس کے انتظام کے لئے خود حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غیر معمولی توجہ فرمائی۔ چنانچہ حضور لنگر خانہ میں تیاری و تقسیم طعام کی مشکلات کو حل کرنے اور دیگر ضروری اور فوری ہدایت کے لئے بعض اوقات خود تشریف لاتے رہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر رات کے ایک بجے اور ایک روز ڈیڑھ بجے بعد دوپہر حضور لنگر خانہ میں تشریف لائے اور اپنی مفید اور ضروری ہدایات سے مشکل کشائی فرمائی۔ اس طرح ۱۳/اپریل ۱۹۴۹ء کو شام کی گاڑی پر حضور خود تشریف لے گئے اور چونکہ قلیوں اور مزدوروں کا کوئی انتظام نہیں تھا اور ڈر تھا کہ ہنگامہ میں کوئی سامان ضائع نہ ہو جائے۔ حضور مسلسل دو گھنٹے تک (ربوہ) ریلوے سٹیشن پر موجود رہے اور پوری حفاظت کے ساتھ جب تک ہر ایک شخص کا سامان اس کی فرودگاہ تک والنٹیئروں کے ذریعہ نہیں پہنچ گیا حضور وہیں رہے۔ اور اس طرح سب سے پہلے دن عملی طور پر کارکنوں کی تربیت فرمائی اور استقبال کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی"۔

(روزنامہ الفضل لاہور۔ ۲۱/جون ۱۹۴۹ء)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک گندم و آٹا لانے پر غیر معمولی عمل

"حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تحریک کے مطابق بہت سے احباب اپنے ہمراہ گندم، آٹا، اور دالیں وغیرہ لے کر آئے تھے۔ بعض دوست تو کئی کئی بوریاں گندم کی لائے۔ چنانچہ مہمانوں کی خوراک کے لئے گندم کا کافی ذخیرہ ہو گیا اور باوجود مہمانوں کی زیادتی کے گندم کی قطعاً کمی محسوس نہ ہوئی"۔ (روزنامہ الفضل لاہور۔ ۲۳/اپریل ۱۹۴۹ء)

افسر جلسہ سالانہ:

"جلسہ کے تمام انتظامات جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی، ناظر ضیافت کے سپرد تھے اور اس کام میں ان کا تجربہ خلوص اور انہماک بہت ہی مفید اور کارآمد تھا۔ آپ کے نائبین میں مکرم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔اے شامل تھے۔ دفتر کے انچارج محمد شفیع صاحب اشرف واقف زندگی تھے"۔

(روزنامہ الفضل لاہور۔ ۲۱/جون ۱۹۴۹ء)

نظامت جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے مکرم سید محمود اللہ شاہ صاحب کو ناظم جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا تھا۔ ان کے ماتحت تین نظامتیں مقرر تھیں یعنی (۱) نظامت جلسہ (۲) نظامت سپلائی و سٹور۔ (۳) نظامت شعبہ مستورات۔ ہر نظامت کے تحت اجرائے پرچی خوراک، استقبال، صفائی، روشنی، حفاظت، لنگرخانہ، آب رسانی، انتظام بازار، انکوائری آفس اور انسداد شکایات وغیرہ کئی شعبہ جات مقرر تھے جو اپنے اپنے منتظم اعلیٰ کے ماتحت کام کرتے تھے۔ انتظامات کے سلسلے میں قادیان میں تو ہزاروں تربیت یافتہ کارکن میسر آ جایا کرتے تھے لیکن یہاں پر مقامی کارکن قریباً نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس لئے بیشتر کارکن خود مہمانوں پر ہی مشتمل تھے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ، مدرسہ احمدیہ، جامعہ احمدیہ احمد نگر کے طلباء نے بھی انتظامات میں اہم حصہ لیا۔ حفاظت کا کام خدام الاحمدیہ کے سپرد تھا۔ (روزنامہ الفضل لاہور ۲۳/اپریل ۱۹۴۹ء)

نائبین نظامت جلسہ

"مہمانوں کے قیام و طعام کا بندوبست حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی کے سپرد تھا۔ افسر جلسہ سالانہ کی ماتحتی میں آپ ناظم جلسہ تھے۔ آپ کے نائبین مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب، مکرم صوفی غلام محمد صاحب، مکرم ماسٹر ابراہیم صاحب، مکرم ماسٹر ابراہیم صاحب ناصر، اور مکرم چوہدری حبیب احمد سیال صاحب معاون ناظر تھے۔ جس بے سروسامانی اور مشکلات میں حضرت شاہ صاحب نے اپنے نائبین کے ساتھ اس کام کو نبھایا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر دے۔

مہمان نوازی کے لئے تیس محکمہ جات:

"مہمانوں کی خدمت کے لئے تیس کے قریب محکمے اس نظامت کی براہ راست نگرانی میں کام کر رہے تھے۔ مثلاً شعبہ روشنی و صفائی جس کے انچارج مکرم چوہدری عبدالباری صاحب تھے۔ شعبہ صفائی، جس کے انچارج مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے تھے۔ شعبہ استقبال جس کے انچارج مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب بی۔اے۔ تھے۔ شعبہ مہمان نوازی جس کے انچارج مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب اور مکرم چوہدری

عبدالرحمٰن صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی تھے"۔

(روزنامہ الفضل لاہور ۲۱/جون ۱۹۴۹ء)

لنگر خانہ

لنگر خانہ کے منتظم مکرم صوفی غلام محمد صاحب نائب ناظم جلسہ سالانہ تھے۔ کھانا وغیرہ آپ کی نگرانی میں تیار ہوتا تھا۔ دن رات اکتالیس تنور گرم رہے۔ اور ایک ایک وقت میں ساٹھ ساٹھ دیگیں سالن وغیرہ کی تیار ہوتی رہیں۔ معزز مہمانوں کی آمد لحہ بہ لحہ بڑھ رہی تھی اور کام کرنے والوں کی تعداد کا اندازہ ٹوٹتا چلا جا رہا تھا۔ اس لئے کارکنوں کی محدود تعداد پر ہی کام کا بوجھ پڑ رہا تھا۔ اس کوشش میں کہ تمام مہمانوں کو کھانا پہنچ جائے اسی محدود عملہ سے زیادہ سے زیادہ کام لینے کی کوشش کی جاتی تھی۔

مہمانوں کی رہائش گاہیں

"مہمانوں کی رہائش کیلئے اس دفعہ ۵۰ نئی اور عارضی اور کچی بیرکیں تعمیر کی گئی تھیں۔ تعمیرات کے شعبہ کے انچارج مکرم محمد خورشید صاحب تھے۔ جنہوں نے اپنے نائبین چوہدری عبداللطیف صاحب اور راجہ محمد نواز صاحب کی امداد سے نہایت تنگ وقت میں اس کام کو سرانجام دیا۔ مستورات کی بیرکوں کے گرداگرد ایک اونچی دیوار کھینچ دی گئی تھی جس سے پردہ کا پورا پورا انتظام تھا۔ ان کے لئے دس بیرکیں مخصوص کی گئی تھیں لیکن مورخہ ۱۴/اپریل ۱۹۴۹ء کی رات اتنی مستورات آگئیں کہ وہ جگہ ان کے لئے قطعاً ناکافی ثابت ہوئی اور باہر کی دیوار توڑ کر قریب کی دو بیرکیں بھی مستورات کو دے دی گئیں۔ ان بیرکوں کے علاوہ احباب کی ایک معقول تعداد اپنے ساتھ چھولداریاں اور خیمے لائی ہوئی تھی جن کے نصب کرنے کے لئے ایک مخصوص جگہ وقف کر دی گئی تھی............ اس دفعہ کسیر وغیرہ کا انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے نیچے بچھانے کے لئے کھجور کی بنی ہوئی چٹائیوں کا انتظام کیا گیا تھا"۔(الفضل ۲۱/جون ۱۹۴۹ء)

مہمانوں کی رہائش کے لئے اسٹیشن کے دونوں اطراف دور تک بارکیں (بیرکیں) بنادی گئی تھیں۔ خواتین کے لئے جو بارکیں مخصوص تھیں ان کے ارد گرد چار دیواری کر دی گئی تھی۔

بہت سے احباب نے اپنے طور پر کھلے میدان میں خیمے بھی لگا رکھے تھے جو............ عجیب منظر پیش کر رہے تھے۔ بارکوں میں چونکہ اتنی گنجائش نہیں تھی کہ مہمان ان میں سو بھی سکیں اس لئے رات کو بہت سے احباب کھلے میدان میں بستر بچھا کر سو جاتے تھے"۔

(روزنامہ الفضل لاہور ۲۳/اپریل ۱۹۴۹ء)

"وادی غیر ذی ذرع ربوہ میں ۱۶۔۱۷ ہزار نفوس کے لئے پانی کا مہیا کرنا ایک بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ اس اجتماع میں صرف لنگر خانہ میں پانی کا روزانہ خرچ سات ہزار گیلن تھا............ اس سلسلہ میں ربوہ میں ۲۲ نلکے لگوائے گئے اور ٹینکوں کے ذریعہ سے ربوہ سے باہر ساڑھے سات میل کے فاصلہ سے پانی کے منگوانے کا انتظام کر دیا گیا...... اس شعبہ کے صدر چوہدری عبدالباری صاحب بی۔اے۔ نائب ناظر بیت المال تھے"۔

(روزنامہ الفضل لاہور ۲۱/جون ۱۹۴۹ء)

مہمانانِ گرامی کی تعداد اور مقامات

"جلسہ سالانہ سے دو دن پہلے ہی مسیح موعود علیہ السلام کے پروانوں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ اور خداتعالیٰ کے فضل سے توقع سے زیادہ تعداد جلسہ میں شامل ہوئی۔ باوجودیکہ فصل (گندم) کی کٹائی کا موسم تھا پھر بھی دیہاتی جماعتوں کے احباب کثرت سے آئے۔

جلسہ میں نہ صرف پنجاب کے ہی احباب شامل ہوئے بلکہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے ہر صوبے سے دوست آئے۔ اسی طرح پاکستان کے علاوہ بہار، کلکتہ اور حیدرآباد سے بھی دوست تشریف لائے اور اس طرح قادیان کا بچھڑا ہوا قافلہ تقریباً سب کا سب آکر شامل ہوا اور بکھری ہوئی محفل کے دوستوں میں آکر ملا۔ ۱۳/اپریل کی شام سے ۱۹/اپریل کی شام تک ۱۷۳۷۷ مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا"۔(ایضاً حوالہ بالا صفحہ ۲)

"سولہ ہزار سے زائد مہمان تشریف لائے"۔

(روزنامہ الفضل لاہور ۲۳/اپریل ۱۹۴۹ء)

جلسہ گاہ

"اس دفعہ مردانہ جلسہ گاہ کی کارروائی ۱۹۸ گز لمبے اور ۱۹۸ گز چوڑے شامیانے کے نیچے ہوتی رہی۔ آلۂ نشر الصوت (لاؤڈ سپیکر) کا انتظام تھا۔ مستورات کے لئے مردانہ جلسہ گاہ کے قریب ہی علیحدہ پردہ کے اندر جلسہ گاہ بنائی گئی تھی"۔

(روزنامہ الفضل لاہور ۲۱/جون ۱۹۴۹ء)

"دھوپ کی شدت (بوجہ ماہ اپریل) کی وجہ سے جلسہ گاہ اور سٹیج پر خیمے لگا دئے گئے تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تقاریر بیک وقت دونوں جلسہ گاہوں میں سنی جاتی تھیں۔

مردانہ جلسہ گاہ کے باہر سٹیج کے قریب ایک طرف لوائے احمدیت اور دوسری طرف لوائے پاکستان لہرا رہا تھا۔ لوائے احمدیت کی حفاظت کا کام خدام سرانجام دیتے رہے"۔

(روزنامہ الفضل لاہور ۲۳/اپریل ۱۹۴۹ء)

بے آب و گیاہ وادی میں فراہمیٔ آب

"ربوہ کے لق و دق میدان میں چلچلاتی دھوپ میں پندرہ سولہ ہزار افراد کے لئے جن میں عورتیں، بچے اور بوڑھے بھی شامل تھے پانی کی فراہمی کا انتظام ایک اہم مسئلہ تھا۔ جیسا کہ حضور نے تقریر میں بتایا کہ پانی کے انتظامات کرنے کے لئے کم و بیش دس ہزار روپیہ خرچ کیا گیا۔ لیکن پھر بھی خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن باوجود سخت مشکلات کے پھر بھی جلسہ کے ایام میں احباب کو پینے اور استعمال کرنے کے لئے کافی پانی میسر آتا رہا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ حکومت کی مدد سے چند ٹینکر سفر آ گئے تھے جو مہمانوں کے لئے پانی لاتے اور قیام گاہوں میں پانی پہنچانے کے لئے پانی پہنچانے کے علاوہ جگہ جگہ لاکر پانی تقسیم کرتے تھے۔ چنانچہ روزانہ قریباً سات ہزار گیلن پانی مہمانوں کے لئے فراہم کرتے رہے۔ ان کے علاوہ متعدد مقامات پر پانی کے پمپ بھی لگادئے گئے تھے جو مہمانوں کے کام آئے۔(روزنامہ الفضل لاہور ۲۳/اپریل ۱۹۴۹ء)

دورانِ جلسہ ذرائع آمد و رفت

"ریلوے کے محکمہ نے قابل قدر تعاون سے کام لیا۔ جلسہ سے چند دن پیشتر ربوہ کا ریلوے سٹیشن منظور کر لیا گیا تھا۔ چنانچہ آنے والی گاڑیاں یہاں ٹھہرنے لگ پڑیں۔ جلسہ کے ایام کے لئے گاڑیوں کے ساتھ کافی زائد بوگیاں لگادی گئی تھیں .... واپسی پر ۱۷/اپریل کی شب کو ایک سپیشل ٹرین کا انتظام کیا گیا تھا جو ربوہ سے لاہور تک آئی۔...... گاڑیوں کے علاوہ یونائٹڈ ٹرانسپورٹ کمپنی اور ویسٹ پنجاب ٹرانسپورٹ کی لاریاں بھی کثرت سے ان ایام میں چلتی رہیں۔ یونائٹڈ ٹرانسپورٹ کا دفتر بھی ان ایام میں جلسہ گاہ کے پاس تھا"۔

(الفضل ۲۳/اپریل ۱۹۴۹ء)

بعض سٹیشنوں سے ربوہ کا ٹکٹ نہیں دیا گیا (تھا)۔(الفضل ۲۱/جون ۱۹۴۹ء)

حفاظت عمومی

"اس دفعہ حفاظت کا انتظام مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سپرد تھا۔ خود صدر محترم بنفس نفیس اس کی نگرانی فرماتے رہے۔ آپ کے نائب مرزا بشیر احمد بیگ صاحب تھے"۔(حوالہ بالا ایضا)

طبی امداد

مہمانوں کی طبی امداد کے لئے حسب سابق نور ہسپتال ہی یہ خدمت بجا لاتا رہا۔ جس کے انچارج مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب تھے۔ گورنمنٹ نے بھی سول ہسپتال چنیوٹ کے انچارج کو ہدایت کی تھی کہ وہ بھی جلسہ کے موقع پر اپنے عملہ کو بھجوائے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس قدر کثیر مجمع میں خداتعالیٰ کے فضل سے ہر طرح سے خیریت رہی"۔(ایضا)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے۔ کی غیر معمولی خدمات

"ایام جلسہ میں صدر انجمن احمدیہ کے مختلف محکمہ جات میں اشتراک عمل پیدا کرنے کا کام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے۔ کے سپرد تھا اور اس کام میں آپ بعض اوقات رات کے دو بجے تک مصروف رہے"۔(ایضا)

شکریہ کے مستحق کارکنانِ جلسہ

"حسب معمول مندرجہ بالا انتظامات کے لئے جامعہ احمدیہ، مدرسہ احمدیہ، تعلیم الاسلام ہائی سکول و مرکزی دفاتر کے کارکنان کام کرتے رہے۔ درسگاہوں کے اساتذہ اور طلبہ نے حسب سابق نہایت تندہی سے خدمت میں حصہ لیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔(محولہ بالا ایضا صفحہ ۷)

جلسہ سالانہ کی غیر معمولی کامیابی پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ جمعہ

۲۲/اپریل ۱۹۴۹ء کو حضورؓ نے لاہور میں ایک غیر معمولی خطبہ ارشاد فرمایا جس کے چند ایک اقتباسات پیش خدمت ہیں:

"جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اس سال ہم اس جگہ پر کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جس کو آئندہ جماعت احمدیہ کا مرکز بنانے کی تجویز ہے۔ بظاہر حالات ہمیں اس جگہ اس سال جلسہ سالانہ کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی............ ہمارا خیال تھا کہ اس دفعہ جلسہ سالانہ پر صرف دس ہزار آدمی آسکیں گے کیونکہ ایک تو موسم اچھا نہیں تھا...... پھر فصلوں کا وقت تھا اور کٹائیاں ہو رہی تھیں اور زمیندار کٹائی چھوڑ کر جلسہ پر نہیں آسکتے تھے .... (تاہم) سترہ ہزار کے قریب ایسے لوگ تھے جو اس سال جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور ان مخالف حالات کے باوجود شامل ہوئے جن کے ہوتے ہوئے بعض لوگ کہتے تھے کہ اس سال وہاں جلسہ نہیں ہو سکے گا...... مگر خداتعالیٰ نے اپنا فضل نازل کیا اور جلسہ ہوا اور صرف ہوا ہی نہیں بلکہ اس کامیابی کے ساتھ ہوا کہ لوگ حیران رہ گئے"۔

(روزنامہ الفضل لاہور۔ ۱۸/اگست ۱۹۴۹ء)

حرف آخر

۱۹۹۹ء میں اس جلسہ کے انعقاد کو ۵۰ سال ہو گئے ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے حکومتی پابندیوں کی وجہ سے ہمارا یہ جلسہ منعقد نہیں ہو رہا۔ تمام قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد پھر سے ربوہ میں جلسہ سالانہ کے انعقاد کے سامان فرمائے اور وہ دن جلد آئے جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس میں بنفس نفیس شمولیت فرمائیں اور ربوہ کے جلسوں کی رونقیں اور برکتیں پھر سے لوٹ آئیں اور توحید و تکبیر کے نعروں سے ربوہ کی فضائیں پھر سے گونج اٹھیں۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICAL NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

بقیہ: مسیح کی آمد ثانی از صفحہ نمبر ۴

نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے تُو اس سے مت ڈر"۔

ان آیات میں صاف طور پر سچے اور جھوٹے نبی کی شناخت کا معیار لکھا ہے کیونکہ بڑے کھلے لفظوں میں لکھا ہے کہ وہ شخص جس کو خدا نے نبی نہیں بنایا اور صرف افترا کر گستاخی سے نبوت کا مدعی بنا ہے وہ ہلاک ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی واضح طور سے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص خدا پر افترا کرتا ہے اور جھوٹی پیشگوئی خدا کے نام سے ظاہر کرتا ہے تو وہ واقع نہیں ہوتی یا پوری نہیں ہوتی۔ اس کا صاف ماحصل یہی ہے کہ سچی پیشگوئی سچے نبی کا نشان ہے۔

اسی طرح اگر عہدنامہ جدید کی طرف توجہ کریں تو وہاں بھی اسی قسم کے معیار ملتے ہیں جن سے سچا اور جھوٹا پہچانا جاتا ہے۔ چنانچہ متی ۷:۱۵-۱۶ میں لکھا ہے "پر جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ تم انہیں ان کے پھلوں سے پہچانو گے"۔ یہاں یسوع جھوٹے نبیوں کو برے درخت سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ (متی ۷:۱۹) "ہر ایک درخت جو اچھا پھل نہیں لاتا کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم انہیں پہچانو گے"۔

اب اس کلام سے ثابت ہے کہ انجیل میں بھی جھوٹے نبیوں کی شناخت کا معیار دیا گیا ہے کیونکہ یسوع کہتا ہے کہ جھوٹے نبی برے درخت کی طرح کاٹے جائیں گے۔ یہ وہی معیار ہے جو خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ جھوٹا نبی جلد ہلاک کیا جاوے گا۔ اور یہ بھی کہ وہ سچے نبیوں کی طرح کامیاب ہونے کے لئے مہلت نہیں پاتے۔ کیونکہ اگر جھوٹے نبی بھی سچے نبیوں کی طرح ہی کامیاب ہوتے تو سچے اور جھوٹے کے پہچاننے کے لئے کوئی تمیز باقی نہ رہتی۔

اب جبکہ یہ بات پورے طور پر عیاں ہو چکی ہے کہ نہ صرف عہدنامہ عتیق میں ہی اس بات کا ثبوت پایا جاتا ہے بلکہ عہدنامہ جدید میں بھی سچے اور جھوٹے نبیوں کی شناخت کا معیار مذکورہ بالا موجود ہے تو میں اس بات کی تحقیق کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحب اپنے دعویٰ میں ان معیاروں کے لحاظ سے سچے ثابت ہوتے ہیں یا نہیں؟ غور کا مقام ہے کہ آج حضرت میرزا غلام احمد صاحب تیس سال کے عرصہ سے خدا کے نام پر پیشگوئیاں شائع کر رہے ہیں۔ دو سو سے زیادہ ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کو انہوں نے خدا کے نام سے پہلے شائع کیا اور پھر وہ پوری ہوئیں اور ان کا پورا ہونا ایسا نہیں کہ خانہ ساز باتیں اور خوش اعتقادی کے قصے ہوں بلکہ یہ ثابت ہے کہ نہایت بیّن اور اظہر طور پر پوری اور واقع ہوئیں اور ہزارہا لوگ مختلف اقوام اور ملل کے موجود ہیں جو ان کے چشم دید گواہ ہیں۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

بقیہ: سیرالیون میں سالانہ جلسوں کا انعقاد از صفحہ نمبر ۱۶

منعقد ہوتی رہیں جو بہت کامیاب رہیں۔ الحمدللہ علی ذالک

بلاما سرکٹ کانفرنس

بلاما، بو اور کینما کے درمیان ایک چھوٹا اور اہم قصبہ ہے۔ وہاں جماعت احمدیہ کا سیکنڈری سکول ہے۔ حالات کی سختی سے ریلیف ملنے پر اس جماعت نے اپنے حلقہ کا جلسہ منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ سرکٹ کی دس (۱۰) جماعتوں کے علاوہ بو اور کینما سے بھی نمائندگان تشریف لائے۔ اس طرح حاضری ۴۰۰ سے زائد رہی۔ غیر از جماعت اور نو مبایعین بھی شامل ہوئے۔

صبح ساڑھے نو بجے تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا جس کی صدارت علاقائی مبلغ مکرم یوسف خالد ڈوروی صاحب نے کی۔ نظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں اور نماز جمعہ و کھانے کا وقفہ کر دیا گیا۔

دوسرے اجلاس میں تلاوت و نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ مقررین میں مکرم صالحو لہائے صاحب، مکرم اے۔ ٹی۔ جالو صاحب اور مکرم سانڈی موانیجو صاحب شامل تھے۔ مکرم ڈوری صاحب نے اختتامی خطاب میں جماعت احمدیہ کے مالی نظام کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ دعا کے ساتھ اس جلسہ کا اختتام ہوا۔

ہر دو جلسے احباب جماعت کے لئے باعث خوشی و مسرت ہوئے کیونکہ عرصہ چھ سال بعد اپنے دینی بھائیوں کے ہمراہ ایک نیک مقصد کے لئے اس طرح اکٹھے ہو سکے۔ نیز یہ جلسے ہمارے سیرالیونی بھائیوں کے بلند ارادے اور مضبوط ایمان کی علامت بن گئے کہ جیسے ہی حالات میں کچھ سکون ہوا فوراً دینی کاموں میں آگے بڑھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اور اموال اور عیال میں بے پناہ برکتیں ڈالے اور ہر لحاظ سے اپنی پناہ میں رکھے۔

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر سے دعا کی درخواست ہے کہ اپنے سیرالیونی بھائیوں بہنوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اکثر لوگوں کے مکان گر چکے ہیں، کاروبار ختم ہو چکے ہیں اور وہ دوبارہ صفر سے کام شروع کر رہے ہیں۔ اللہ ان کے تھوڑے میں برکت ڈالے اور ہزاروں گنا کر دے۔ آمین۔ نیز جماعت سیرالیون کو اپنے اصلاحی و تربیتی پروگرام بڑے اعلیٰ رنگ میں عمل کرنے اور ان کے حقیقی مقاصد کو حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں
(مینیجر)

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ: ابوالمسرور چوہدری)

بارہ لاکھ عراقی دوائیں نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے

(عراق): عراق نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کی جانب سے دس سال سے عائد شدہ پابندیوں کے باعث گزشتہ ماہ ۱۱ ہزار ۲۳۶ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں جن میں زیادہ تعداد بچوں کی ہے جو جان بچانے والی اور ضروری دوائیں نہ ملنے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے گئے۔

عراقی وزارت صحت کے مطابق حالیہ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ عراق میں گزشتہ ۹ سالوں میں پابندیوں کے باعث ۱۲ لاکھ عراقی دوائیں نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں جبکہ اقوام متحدہ کی پابندیوں سے قبل ۱۹۸۹ء میں یہ تعداد صرف ۳۸۹ تھی۔

☆......☆......☆

انگلینڈ اور ویلز میں ہر سال ۲ لاکھ ۹۵ ہزار عورتوں کی آبرو ریزی ہوتی ہے

(انگلستان): انگلستان اور ویلز میں ہر سال ۲ لاکھ ۹۵ ہزار عورتوں کی آبروریزی ہوتی ہے یا ان پر مجرمانہ حملہ کیا جاتا ہے۔ جو پولیس کے ریکارڈ میں موجود تعداد سے دس گنا سے بھی زیادہ ہے۔ گھریلو تشدد کے کیسز بڑھ رہے ہیں۔

وزیر امور خواتین مارگریٹ نے کہا کہ خواتین کو تشدد کے خوف کے بغیر زندگی گزارنے کا حق ہے۔ تشدد کی وجہ سے نہ صرف خواتین پر بلکہ ان کے اہل خانہ پر بھی تباہ کن اثر ہوتا ہے۔ یہ ناقابل برداشت ہے کہ ایک چوتھائی خواتین کو زندگی میں کبھی نہ کبھی گھریلو تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

☆......☆......☆

دنیا بھر میں بیس لاکھ مسلمانوں نے حج ادا کیا

(سعودی عرب): دنیا بھر کے ۲۰ لاکھ مسلمانوں نے اس سال حج کی ادائیگی کی۔ شیطان کو کنکریاں مارنے، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور میدان عرفات میں خطبہ جمعہ سننے کے بعد قربانی کی گئی۔

منیٰ میں اس سال ۴۳ ہزار خیمے نصب کئے گئے تھے جو فائر پروف تھے اور ان میں ائرکنڈیشن کی سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔ اس دفعہ مکہ میں دنیا کا سب سے بڑا مذبح خانہ بنایا گیا ہے جس میں ایک وقت میں ۲ لاکھ تک جانور ذبح کرنے کی گنجائش ہے۔

☆......☆......☆

فرانس میں اسلام دوسرا بڑا مذہب بن گیا

(فرانس): اسلام آباد میں متعین فرانس کے سفیر یانگ گیراڈ نے کہا ہے کہ اسلام فرانس کا دوسرا بڑا مذہب بن گیا ہے۔ فرانس میں مسلمانوں کی تعداد ۴۵ لاکھ سے بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ فرانس میں چرچ کو ریاست سے علیحدہ کر دیا گیا ہے لیکن ہر شخص کے مذہب کا بہت احترام کیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

۸۰ ہزار پاکستانی ایڈز کا شکار ہو گئے

(پاکستان): اقوام متحدہ کے ایڈز سے متعلقہ ادارے UNAIDS نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں ۴۵۰۰ افراد اور بچے ۱۹۹۷ء تک ایڈز کا شکار ہو کر ہلاک ہو چکے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق مذکورہ ایڈز زدہ افراد میں سے ۶۶ فیصد تعداد یتیم بچوں کی تھی۔ ان میں ایڈز کی بیماری جنسی تعلقات کے سبب پھیلی۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ کے مطابق ۸۹ ایڈز زدہ افراد کی عمریں ۲۰ تا ۴۹ سال تک تھیں۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق پاکستان میں ۸۰ ہزار افراد ایڈز کا شکار ہیں۔

(ویکلی نیشن لنڈن ۳ تا ۹ دسمبر ۱۹۹۹ء)

☆......☆......☆

۱۹۹۹ء میں بھارت میں ۷۵ ہزار افراد نے خودکشی کی

(ہندوستان): دنیا میں ہر سال ساڑھے نو لاکھ افراد خودکشی کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق بھارت میں ۱۹۹۹ء میں ۷۵ ہزار افراد نے خودکشی کی۔ مرنے والوں میں عورتوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ گزشتہ سال سری لنکا میں خودکشی کا نمایاں رجحان رہا۔ بھارت میں تازہ ترین سروے کے مطابق ہر آٹھ گھنٹے کے دوران تقریباً ایک سو افراد خودکشی کرتے ہیں۔

☆......☆......☆

ملائشیا میں مذہب کو سیاست سے جدا کر دیا جائے گا

(ملائشیا): ملائشیا کے وزیر رئیس یاتم نے کہا ہے کہ حکومت ایک قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے تحت مذہب کو سیاست سے علیحدہ قرار دیا جائے گا۔ اس سے ملک کی بہتری مقصود ہے۔ انہوں نے مذہبی پارٹی پی اے ایس پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس نے لوگوں کو کنفیوژ کرنے کے لئے مذہب کا استعمال کیا ہے اور مذہب کو سیاست میں گڈمڈ کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ ملائشیا کا سرکاری مذہب اسلام ہے لیکن ملک کے قوانین سیکولر ہیں۔

جماعت احمدیہ گنی بساؤ کا

سات روزہ تربیتی سیمینار

(برائے تربیت نومبایعین)

رپورٹ: ناصر احمد کاہلوں - مبلغ سلسلہ گنی بساؤ

گنی بساؤ میں خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں نئے داخل ہونے والے احباب کی تربیت کاکام بھی پوری توجہ سے جاری ہے جس کے نتیجہ میں خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت تیزی سے کامیابیوں کی منازل طے کررہی ہے۔

نومبایعین کی تربیت کے سلسلہ میں اولاً ستمبر ۱۹۹۹ء میں گنی بساؤ کی ایک جماعت سوناکو (Sonako) میں ایک کامیاب تربیتی کلاس کاانعقاد ہوا تھا۔ یہ کلاس سات روز جاری رہی تھی اور اس کی رپورٹ الفضل انٹرنیشنل میں پیش کی جاچکی ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک اور نہایت کامیاب کلاس خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ گنی بساؤ کے ساؤتھ ریجن میں واقع ایک بڑی جماعت میں منعقد کی گئی۔ یہ کلاس بھی سات روز جاری رہی۔ اس کلاس کی مختصر رپوٹ بغرض دعا قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

تیاری کلاس: اس کلاس کی تیاری دو ماہ قبل شروع کردی گئی تھی۔ کلاس کے لئے جوجگہ منتخب کی گئی تھی اس کو مقامی جماعت نے درختوں کے پتوں وغیرہ سے ڈھانپ کراور لکڑی کی عارضی نشستیں بناکر تیار کیا اور قیام و طعام کے انتظام کے سلسلہ میں احباب جماعت کی مختلف ڈیوٹیاں لگائی گئیں اور خدا کے فضل سے ان بلالی روحوں کے حامل مخلصین نے بڑی تندہی اور خندہ پیشانی کے ساتھ اختتام کلاس تک اپنی اپنی ذمہ داریوں کو خوب نبھایا۔ الحمدلله علی ذلك

حاضری: اس کلاس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ صد سے زائد افراد جماعت نے شرکت کی۔ یہ احباب ۳۵ مختلف مقامات سے تشریف لائے تھے۔ ہمسایہ ملک گنی کناکری سے بھی چند نومبایعین اس کلاس میں شامل ہوئے۔ ۱۱۰ غیراز جماعت افراد اور غیر مسلم احباب بھی ذوق شوق سے کلاس میں شرکت کرتے رہے۔ نیز اس کلاس میں دس (۱۰) مقامی ائمہ اور بارہ (۱۲) معلمین دو مقامی چیفس (Chiefs) کے ساتھ کلاس کے پورے سات دن حاضر رہے۔

افتتاح: مورخہ ۱۵ر فروری بعد از نماز عصر امیر صاحب گنی بساؤ مکرم حمیداللہ ظفر صاحب نے اس کلاس کا باقاعدہ افتتاح کیااور دعا کے ساتھ اس کلاس کے تربیتی پروگراموں کا آغاز ہوگیا۔

کلاس کے افتتاح کے بعد پہلے دن تواحباب کو کلاس کا تعارف اور پروگراموں کی تفصیلات سے آگاہ کیا گیا۔ اگلے روز سے ہر دن کا آغاز نماز تہجد باجماعت سے ہوتارہا۔ اور روزانہ باقاعدہ اوقات تقسیم کرکے حاضرین کو قاعدہ یسرناالقرآن، تجوید القرآن، فقہی مسائل، وضو، نماز، روزہ وغیرہ کے ابتدائی مسائل، احادیث مبارکہ، کتب احادیث کا تعارف، تفسیر القرآن اور علم کلام کے سلسلہ میں اختلافی مسائل اور عیسائیت کا تعارف جیسے اہم مضامین کا تعارف اور بنیادی معلومات سکھائی گئیں۔ نیز جماعت احمدیہ کی ابتدائی تاریخ کے متعلق بھی احباب کو بتایا گیا۔

دوران کلاس حاضرین کو کاپی اور قلم مہیا کئے گئے تھے تاکہ اہم باتیں نوٹ کی جاسکیں۔ اور خدا کے فضل سے اس طریق سے کلاس کی افادیت میں مزید اضافہ ہوا۔

کلاس کا دلچسپ پروگرام مجلس سوال وجواب

دوران کلاس ہر روز نماز مغرب کے بعد قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی مجلس سوال وجواب منعقد کی جاتی رہی۔ اور بالخصوص اس پروگرام میں تو بہت سارے ایسے احباب جو اپنی بعض مجبوریوں یا مصروفیات کے باعث دیگر دن کے پروگراموں میں نہ بھی شامل ہو سکتے تھے، ہر روز باقاعدہ ذوق و شوق سے آتے رہے اور دلچپسی سے سوالات پوچھتے رہے۔

اس گاؤں کی آبادی (جہاں کلاس جاری تھی) سات ہزار نفوس کے قریب تھی۔ جماعت نے اس کلاس کے لئے باقاعدہ لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس طرح سے سارا پروگرام پورے گاؤں میں ہر جگہ سنائی دیتا رہا۔ اسی طرح رات کے پروگرام کے لئے باقاعدہ جنریٹر کا بندوبست کیا گیا تھااور اس طرح دیہاتی ماحول میں رات کے وقت بھی یہ روحانی مائدہ جاری وساری رہا۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے کلاس کے اجراء کے دوسرے روز ہی حاضرین کی طرف سے اس امر کا برملا اظہار ہونا شروع ہوگیا کہ حقیقی اسلام اور اسلام کا علم صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے پاس ہی ہے۔ اس گاؤں میں کچھ عرصہ سے جماعت کی مخالفت زور پکڑ رہی تھی۔ دوران کلاس باربار عوام الناس کو دعوت دی جاتی رہی کہ اگر کسی کو جماعت کے بارہ میں کوئی شک و شبہ ہے یا کوئی اعتراض ہے تو ہم بڑے احترام سے آپ کی تسلی دلانے اور آپ کے شکوک کا جواب دینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اس لئے بلاروک ٹوک آیئے لیکن کوئی بھی مخالف یا معترض سامنے نہ آیا۔ ہاں البتہ مخالفین بعض حاضرین وغیرہ کے ذریعہ سوالات بھجواتے رہے اور خداتعالیٰ کے فضل سے ہم ان کے تشفی کن جواب دیتے رہے۔

دوران کلاس سارے پروگرام دو زبانوں کریول اور علاقائی زبان سُوسُو (Susu) میں جاری رہے۔

کلاس کے آخری دن مقامی چیف صاحب نے اعلان کیا کہ اگر آج کے بعد کسی نے جماعت احمدیہ کے خلاف آواز بلند کی تو ہم اس امر کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے کیونکہ سات دن تک کسی نے آکر یہ نہیں کہا کہ فلاں بات ان لوگوں کی خلافِ اسلام ہے۔ لہذا ان کے چلے جانے کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس جماعت کے خلاف کسی قسم کا پراپیگنڈہ کرے۔

اس کلاس کی تفصیلی رپورٹ اور کلاس میں شامل بعض ائمہ کے انٹرویوز گنی بساؤ کے نیشنل ریڈیو پر نشر کئے گئے اور اس طرح پورے ملک میں ہماری ان مساعی کے متعلق رپورٹ سنی گئی۔

جس گاؤں میں کلاس منعقد کی گئی وہ گاؤں معروف گزرگاہ سے بہت دور ہٹ کر نہایت دشوار گزار جگہ پرواقع ہے اس لئے یہاں پہنچنا نہایت مشکل تھا۔ سڑک سے قریباً ستر (۷۰) کلومیٹر کا فاصلہ بہت ہی خراب اور گھنے جنگل میں سے ہوکر جانے والے اس راستہ سے اپنی گاڑی پر قریباً پانچ گھنٹہ میں طے ہوتا ہے۔ جبکہ بعض اطراف سے یہاں آنے کے لئے دو جگہ سے کشتیوں کے ذریعہ دریا بھی عبور کرنا پڑتا ہے۔ اس ضمن میں ایک ایمان افروز واقعہ بھی خالی از دلچپسی نہ ہوگا۔ اس علاقہ میں کابوسانکی (Kabusanki) کے مقام پر ابھی ایک ماہ قبل ہی ستر (۷۰) غیر مسلم افراد کو قبول اسلام کی توفیق عطا ہوئی تھی۔ اس جگہ سے بھی چھ افراد پر مشتمل (چار مرد اور دو عورتیں) ایک وفد اس کلاس میں شامل ہونے کے لئے روانہ ہوا۔ جب یہ لوگ دریا پر پہنچے تو تمام کشتیاں دریا کی دوسری جانب جاچکی تھیں۔ لہذا اس صورتحال میں ہمارے داعی الی اللہ محمد کیٹا (M.Kita) جو ان نومسلم احمدی افراد کی تربیت کے لئے وہاں متعین کئے گئے ہیں نے تیر کر دریا کی دوسری جانب سے کشتی لی اور ان افراد کو دریا پار کرایا اور پھر قریباً ۳۰ میل پیدل سفر کرکے یہ چھوٹا سا قافلہ کلاس میں شامل ہوا۔

اختتام

مورخہ ۲۱ر فروری بروز سوموار بعد از نماز ظہر اس کلاس کا اختتام ہوا۔ اختتامی دعا مکرم و محترم امیر صاحب گنی بساؤ نے کرائی اور بعد از دعا احباب اپنی اپنی منازل کی جانب روانہ ہوگئے۔

اس کلاس کو کامیاب بنانے میں عمومی طور پر تو مقامی جماعت کے جملہ کارکنان نے نہایت خلوص اور محنت سے تعاون کیا لیکن بالخصوص ساؤتھ ریجن کے انچارج معلم مکرم ابوبکر انجائی (Abubakr Njai) جو کہ بہت فدائی احمدی ہیں نے بہت محنت کے ساتھ اپنی ٹیم کے ہمراہ کام کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مقامی جماعت کی تیس (۳۰) لجنات نے باری باری کھانا پکانے کے فرائض سرانجام دئے۔ اسی طرح مقامی صدر جماعت اور وہاں کے امام الحاجی سنیاسی سوارے (Sanyasi Sware) نے بھی مثالی تعاون کیا۔

ان سب احباب کے لئے اور گنی بساؤ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی عظیم الشان کامیابیوں اور غلبۂ حق کے لئے جملہ قارئین کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98. To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ | Digital LNBs from £19+
HUMAX CI £220+ | Dishes from 35cm to 1.2m

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

+ All prices are exclusive of VAT

MAIL ORDER · EXPORT · BANGLA TV · skydigital · ZEE TV · SONY · ASIANET

امداد طلباء

شعبہ امداد طلباء سے اس وقت ان ضرورت مند طلباء و طالبات جو پرائمری، سیکنڈری اور کالج لیول پر تعلیم حاصل کررہے ہیں کی فیسوں، کتب وغیرہ کے سلسلہ میں ممکنہ امداد بطور وظائف کی جاتی ہے۔

یہ رقم بمد آمد طلباء خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرواسکتے ہیں۔ براہ راست نگران امداد طلباء معرفت نظارت تعلیم کو بھی یہ رقوم بھجوائی جاسکتی ہیں۔ (نگران شعبہ امداد طلباء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ رسائل بھجوانے کیلئے ہمارا پتہ:-
AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

اِک نفس مطمئن لئے اپنے لہو میں تر
قادر کا وہ غلام تھا، قادر کے گھر گیا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتے اور قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب ابن مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب کو ایک مذہبی تنظیم کے بدنام زمانہ دہشت گرد مجرموں نے آج سے ٹھیک ایک سال پہلے، ۱۴/اپریل ۱۹۹۹ء کو اغوا کرکے دن دہاڑے شہید کردیا تھا۔ آپکی شہادت پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا:- "قیامت کے دن تک شہید کے خون کا ہر قطرہ آسمانِ احمدیت پر ستاروں کی طرح جگمگاتا رہے گا"۔ نیز حضور انور نے فرمایا:- "اے شہید تو ہمیشہ زندہ رہے گا اور ہم سب آکر ایک دن تجھ سے ملنے والے ہیں، زندہ باد، غلام قادر شہید، پائندہ باد"۔

آپ کی شہادت پر احباب جماعت نے شہید مرحوم کے بارہ میں اپنے جذبات کا اظہار مضامین اور نظموں کی صورت میں کیا جو اخبارات و رسائل کی زینت بنتے رہے ہیں۔ اس ہفتہ کا یہ کالم خاص طور پر آپ ہی کے ذکر خیر سے مزیّن ہے۔

......❁......❁......❁......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳/جون ۹۹ء میں شامل اشاعت، مکرم میاں نسیم احمد طاہر صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

وہ علم و آگہی میں فقید المثال تھا
قادر کا وہ غلام بڑا خوش خصال تھا
جاں نذر کرکے اس نے ثبوتِ وفا دیا
وہ منحنی وجود بڑا باکمال تھا
اس کا وجود باعثِ ترویجِ علم و فن
وہ معدنِ علوم تھا شیریں مقال تھا
لا ریب یہ ہے خون مبشر وجود کا
جو سبطِ میرزا تھا مسیحا کی آل تھا

......❁......❁......❁......

محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر شہید کی والدہ محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ کے قلم سے ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۷/جون ۹۹ء کی زینت ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ مَیں شاعرہ نہیں ہوں لیکن پندرہ سال پہلے مَیں نے جذبات میں بہہ کر کچھ کہنے کی کوشش کی تھی جس کے دو اشعار ہیں:

اِک دوسرے سے بڑھ کر ہوں آب و تاب میں
چمکیں یہ آسماں پر جیسے کہ ہوں ستارے
نسلوں میں ان کی پیدا اہل وقار ہوویں
یہ التجا ہے میری کر لے قبول پیارے

یہ اشعار شاید وزن اور بحر سے خالی ہوں مگر میرے دل کے جذبات سے پُر ہیں۔ اس کے بعد مَیں نے لکھا تھا "اے خدا! ہمیشہ میری یہ دعا رہی ہے کہ میری گود کے پالے تجھ پر نثار ہوں۔ اے خدا! جب وقت آئے تو فکر فردا انہیں سرفروشی سے باز نہ رکھے......"۔ قادر کی قربانی سے چند دن پہلے میرے پرانے کاغذات میں سے یہ دعا نکلی۔ چند لمحوں کے لئے میرا دل کانپا کہ یااللہ! مَیں نے تو ان کے لئے جانی قربانی مانگی ہے۔ اندر سے مامتا بولی: یا اللہ! چھوٹی عمر میں ان سے اور مجھ سے یہ قربانی نہ لینا۔ اور مَیں عمر دراز کی دعا مانگنے لگی لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ میری دعا تو قبول ہو چکی ہے۔

میرا بچہ آج سے ۳۸/سال پہلے جب ہونے والا ہوا تو ہم بہت گھبرائے۔ ابھی اس کی بہن چند ماہ کی تھی۔ ہم افریقہ میں تھے۔ ہماری خواہش تھی کہ اتنی جلدی دوسرا بچہ نہ ہو مگر خدا نے دینا تھا۔ یہ آیا بھی اچانک تھا، صرف اور صرف خدا کی مرضی پر۔ اور گیا بھی اچانک محض خدا کی رضا پر۔ ہم نے جب بھی خدا کی رضا پر سر جھکایا تھا اور اب بھی اس کی رضا پر راضی ہیں۔

مَیں بہت خوش تھی۔ میرا غلام قادر آگیا تھا۔ جس کا مجھے انتظار تھا۔ الہام تذکرہ میں پڑھ کر کئی سال سے دل میں چھپا رکھا تھا۔ کسی سے ذکر نہیں کرتی تھی کہ کوئی اَور یہ نام نہ رکھ لے، دعائیں کرتی تھی کہ اللہ مجھے وہ غلام قادر دے جو اس الہام کا مصداق ہو...... یہ ایک خوبصورت شاندار ماتھے والا بچہ تھا۔ اس کے ماتھے پر عجب شان تھی۔ زیورخ (سوئٹزرلینڈ) گئی، قادر چھ ماہ کا تھا، لوگ کہتے تھے یہ خلیفہ ثانی سے بہت ملتا ہے، اُن کا کیا لگتا ہے؟۔

اس کے بچپن کا بھی کوئی واقعہ مجھے یاد نہیں کہ کوئی ضد کی ہو۔ شرمیلی سی مسکراہٹ سے فرمائش کردیتا۔ موٹر سائیکل کی فرمائش کی۔ مجھے ڈر لگتا تھا کہ بچے تیز چلاتے ہیں۔ وعدے کئے کہ آہستہ چلاؤں گا۔ احساس تھا کہ امی پر فالتو بوجھ ڈالا ہے۔ کالج سے فارغ ہوا تو خود ہی موٹر سائیکل فروخت کی اور رقم مجھے لادی حالانکہ مَیں تو وہ اسے دے چکی تھی۔

اس کی فرمانبرداری کے کئی واقعات ہیں۔ ایک معصوم سا چہرہ اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے۔ یہ آٹھ نو سال کا تھا۔ بڑی بہن سے دس گیارہ سال چھوٹا تھا۔ کسی بھائی نے اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا۔ مجھے بے حد تکلیف ہوئی کہ بیٹیوں کے لئے بھائی کا گھر تو باپ کا گھر ہوتا ہے۔ میرا بڑا بیٹا محمود باہر تھا۔ مَیں نے قادر کو پاس بٹھایا اور کہا کہ قادر! ایک بات یاد رکھنا کہ چوچو (بڑی بہن) بھی تمہاری بیٹی ہے۔ سر جھکایا ہوا تھا، کہا اچھا۔ اُس نے یہ نہیں پوچھا کہ وہ تو باجی ہیں۔ آج وہ واقعی اپنی چھوٹی بہن سے بیٹیوں والا سلوک کرتا تھا۔

قرآن حفظ کرنے بٹھایا تو اس نے خاموشی سے قرآن حفظ کرنا شروع کردیا۔ بعض حالات کی وجہ سے چھڑوایا تو بھی احتجاج نہیں کیا۔ احتجاج سرشت میں تھا ہی نہیں، فرمانبرداری ہی فرمانبرداری تھی۔ یہ شاید اس کا پہلا اور آخری احتجاج تھا جو وہ ان بدروحوں کے ساتھ جانے پر کر رہا تھا۔ بہادری سے لڑا اور شان سے جان دی۔ مَیں نے اپنے بیٹے کو "جزاک اللہ۔ قادر جزاک اللہ" کہہ کر رخصت کیا۔

اس نے خدمت دین کے ساتھ ماں باپ کی خدمت کا بیڑا اٹھا رکھا تھا۔ وہ اتنا دیانت دار تھا کہ ہم نے کبھی اُس سے حساب نہیں پوچھا بلکہ یہ فکر رہتی تھی کہ جو حصہ اس کا رکھا ہے وہ لیتا بھی ہے یا نہیں۔

ساتویں کلاس ربوہ میں کرکے ایبٹ آباد گیا۔ چھٹیوں میں آیا تو مجھے ایک شاپر دکھایا کہ ایک جنرل سٹور سے کچھ چیزیں لی تھیں جن کے ساتھ یہ آگیا ہے لیکن بل میں شامل نہیں ہے۔ اگرچہ قصور اُس کا نہ تھا لیکن اُس کے دل میں کھٹک تھی۔ مَیں نے کہا سنبھال کر رکھ لو، جب جاؤ گے تو واپس کردینا۔

جب جماعت کی طرف سے لندن گیا تو مَیں اور نصرت چھوڑنے گئے۔ روانہ ہونے سے پہلے کہنے لگا امی! اس گاڑی میں آپ نے کوئی کام نہیں کرنا۔ یہ انجمن کی گاڑی ہے اور مجھے چھوڑنے آئی ہے۔ مَیں نے کہا کام کیا کرنا ہے اگر راستے میں پھل کی دکان آئے تو وہ بھی نہ لوں۔ اس کا اصرار تھا اس گاڑی میں کوئی کام نہ کریں۔

وہ ہمارے گھر خواہ پانچ منٹ کیلئے آئے، دو یا تین دفعہ ضرور آتا تھا۔ اس کے وقف کی وجہ سے مجھے اس کا بے حد خیال رہتا تھا۔ گھر سے پلاؤ بنا کر بھجواتی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ کمزوری اور دماغی طاقت کے لئے اچھا ہے۔ سونف بادام کٹوا کر دیتی۔ انار پسند تھے، جب تک سیزن رہتا دانے نکال کر رکھتی۔

حتی المقدور مانگنے سے گریز کرتا۔ امریکہ پڑھنے گیا تو حسب توفیق اس کو رقم دیتی، کچھ وہ کام کرتا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ وہ اداس گھر میں داخل ہوا ہے۔ رات گزارنی مشکل ہوگئی۔ صبح قادر سے بات کی تو کہنے لگا کہ آج ہی آپ کو خط لکھا ہے کہ مجھے پیسوں کی سخت ضرورت ہے۔

وہ کالج میں تھا تو مَیں نے خواب دیکھا کہ منجھلے ماموں جان (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ) کا فون آیا ہے اور میرے میاں اُن کو بتاتے ہیں کہ میرے امتحان میں 270 نمبر آئے ہیں۔ ماموں جان خوشی سے کہتے ہیں اب تم ایک امتحان اَور دے لو پھر تمہیں (مجھے یاد نہیں کہ کیا کہا تھا) وہ مل جائے گی۔ یعنی کسی بڑی چیز کا کہا تھا۔ ...... مَیں نے قادر سے کہا محنت کرو شائد کوئی بڑی پوزیشن مل جائے۔ قادر کہتا 270 تو میرا (دفتری) کال نمبر ہے۔ اب سوچتی ہوں کہ ماموں جان کی خوشی وقف اور جانی قربانی پر تھی۔

قادر نے جب پشاور بورڈ میں ٹاپ کیا تو لاہور میں تھا۔ خبروں میں سنا لیکن کسی اَور کو نہیں بتایا۔ پھر شام کی خبروں میں دوبارہ سنا تب مسکینی سے اپنی خالہ کے پاس گیا کہ میرا نام آرہا ہے کہ ٹاپ کیا ہے۔ تب انہوں نے مجھے فون کرکے بتایا۔ مگر اس کی یہ خاموشی کی عادت اور انکساری تھی۔

میری امی نے مجھے بتایا کہ میری پیدائش سے پہلے بہت دعائیں کی گئیں کہ بیٹا ہو۔ مَیں چوتھی بیٹی تھی۔ جب پیدا ہوگئی تو صدمہ بھی ہوا۔ اس کیفیت میں امی کو آواز آئی جس میں تسلی دی گئی اور بتایا گیا کہ اس بیٹی کے ذریعہ خدا ایک ہمہ تن موصوف بیٹا دے گا اور دعائیں ضائع نہیں ہوئیں۔ ......اسی طرح امی نے اپنی وفات سے پہلے مجھے بلایا اور سورہ مریم کی کچھ مبارک آیات کی نشاندہی کرکے فرمایا کہ تمہاری پیدائش سے پہلے مجھے یہ آواز آئی تھی۔

جزاک اللہ میرے بیٹے جزاک اللہ۔ تمہاری جان کا نذرانہ مجھے سرفراز کر گیا ہے۔ بیٹے! تم نے عین جوانی میں اتنی بڑی قربانی دی تو مَیں خدا کی رضا کے لئے صبر بھی نہ کروں!...... خدا تعالیٰ نے مجھے بہت سی نعمتیں دی ہیں۔ ایک نعمت واپس لی ہے۔ اسی کی چیز تھی۔ دعا کریں خدا مجھ سے اَور کوئی نعمت واپس نہ لے۔ آمین

......❁......❁......❁......

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹/جون ۹۹ء میں شامل اشاعت مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کی ایک نظم سے دو اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

نذرانۂ جاں عین جوانی میں کیا پیش
صد رشکِ جوانانِ جہاں ہے مرا مرزا
مُردہ نہ کہو اس کو، وہ ہے زندۂ جاوید
ہے جنت فردوس، جہاں ہے مرا مرزا

......❁......❁......❁......

محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب کے والد محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب اپنے مضمون مطبوعہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳/جولائی ۹۹ء میں رقمطراز ہیں کہ گھاؤ بہت گہرا ہے اور اس کی کسک اور بھی زیادہ گہری۔ بعض دفعہ تو مَیں اُن خنجروں کے وار جو ان ظالموں نے اس معصوم پر چلائے، اُنہیں اپنی پشت پر محسوس کرتا ہوں تو رات کی تنہائیوں میں میرا تکیہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا ہے لیکن پھر "انّا للّٰہ وَ انّا اِلَیْہِ راجِعُون" کی آیت آنکھوں کے سامنے تیرنے لگتی ہے کہ نہ تُو اس کا خالق تھا نہ مالک اور نہ ہی رازق۔ وہ تو ہماری طرف سے تجھے عنایت تھی، ہم نے جب چاہا، جیسے چاہا اسے اپنے پاس واپس بلالیا۔ لیکن تُو یہ کیوں نہیں دیکھتا کہ موت تو ہر ایک کو آنی ہے لیکن دیکھ ہم نے اسے کیسی شان سے اپنے پاس بلایا ہے۔ ٹھیک ہے اولاد کی محبت ہم نے انسان کے خمیر میں رکھی ہے مگر ہم نے تو پہلے سے لوگوں کو بتا دیا ہوا ہے کہ تم اولاد اور اموال کے ضائع ہونے سے آزمائے جاؤ گے تاکہ ہم دیکھیں تم میں سے کون امتحانوں میں سرخرو ہو کر

نکلتا ہے ورنہ زبانی محبت جتانے والے تو ایک اینٹ اٹھاؤ تو ہزار نکلتے ہیں۔

مَیں کیوں صرف قادر کی قربانی کا ہی تذکرہ کروں۔ دوسرے بھی تو کسی کے باپ، کسی کے بیٹے اور کسی کے بیوی بچے تھے۔ انہیں بھی ان سے اسی طرح محبت ہوگی جس طرح قادر ہمیں عزیز تھا۔ قادر کے خون کا رنگ دوسرے جاں نثاروں کے رنگ سے مختلف نہ تھا۔ اگر فرق تھا تو یہ کہ اس کی رگوں میں مسیح موعودؑ کا لہو دوڑ رہا تھا۔ اے غلام قادر! جب تک تُو زندہ رہا تُو نے اس خون کی حرمت کو پہچانا اور اس کی حفاظت کی اور آخر میں اسی کی راہ میں اسے بہا کر اس کا حق ادا کر دیا۔

آفریں ہے اُس ماں پر جس نے اپنے لختِ جگر کو آخری بار رخصت کرتے ہوئے بار بار پکار کر کہا "قادر! جزاک اللہ"۔ کونسی ایسی ماں ہوگی جس کے صبر کے بندھن ایسے حالات میں ٹوٹ ٹوٹ نہ جاتے ہوں۔ ماں ماں ہی ہوتی ہے اس کی محبت کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟

ایک غیر از جماعت دوست بشارت صاحب جو قادر کے ایبٹ آباد سکول میں ہاؤس ماسٹر تھے، اپنے خط میں لکھتے ہیں: "جب مَیں ہاؤس ماسٹر بنا تو محمود تو کالج میں تھا مگر غلام قادر ساتویں میں میرے پاس آیا اور مجھے اس کی تربیت پر فخر ہے ...... مجھے غلام قادر کتنا عزیز تھا۔ وہ خود بتا سکتا اور جانتا تھا یا مَیں اور میرا دل جانتا ہے۔ مجھے کتنا دکھ اور رنج ہے یہ میرا دل ہی جانتا ہے۔ اس کے انمٹ نقوش میرے دل پر بڑے گہرے ہیں اور جب تک حیات مستعار ہے مَیں اس صدمہ کو نہیں بھلا سکتا...... غلام قادر تو معدودے چند میں سے ہے جن پر میری جان بھی قربان ہے۔"

ایک تعزیتی قرارداد میں لکھا ہے: "مرزا غلام قادر پائندہ باد۔ خدائی بشارتوں کے تحت وہ اپنے وقت پر آیا اور اپنی قلیل عمر میں عظیم کاموں کی بنیاد ڈال کر عظیم الشان سرخروئی کے ساتھ اپنے آقا کے پاس واپس چلا گیا۔ اپنے کردار، اپنی شخصیت، اپنی خدمات اور شجاعت کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑ گیا کہ نونہالانِ جماعت کے لئے تاقیامت مشعلِ راہ ہوں گے...... مبارک وہ وجود جس کی صلب سے یہ گوہرِ گراں مایہ منسوب تھا، مبارک وہ قوم جس کا یہ سپوت تھا اور مبارک وہ روحیں جو اس کی عظمت کو پانے کی کوشش کریں گی۔ مبارک وہ آہیں اور وہ آنسو کہ انتہائے صبر و رضا، تشکر و امتنان، محبت اور فطری غم سے جن کی ترکیب ہوئی۔ مبارک وہ سوگواران جو حسنِ صبر کی عظیم مثالیں قائم کر رہے ہیں اور کیا ہی وہ رزق ہوگا جو اس عظیم شہادت کے جاری فیض سے وہ پائیں گے۔"

مکرمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کا قریباً دو سال کمپیوٹر کے سلسلہ میں محترم صاحبزادہ صاحب سے رابطہ رہا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے بلانے پر محترم صاحبزادہ صاحب ہمیشہ نہایت خندہ پیشانی سے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکالتے اور اگر کوئی چیز اپنے دفتر میں بھول آتے تو یہ نہیں کہتے تھے کہ کل لے آؤں گا یا پھر کبھی یہ کام کردوں گا بلکہ فوراً تشریف لے جاتے اور وہ چیز لے کر واپس آتے۔

نہایت سنجیدہ، کم گو، شریف اور غضِ بصر سے کام لینے والے انسان تھے۔ خلیفۂ وقت سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ ہم نے ان کی خدمت میں ایک مشروب پیش کیا تو انہوں نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ حضور پسند نہیں فرماتے اس لئے مَیں بھی نہیں پیتا۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا مشروب ہوتا تو کبھی انکار نہ کرتے۔ اُن کی شخصیت کی سادگی بہت نمایاں تھی، کبھی احساس نہ ہونے دیتے کہ وہ اپنے اندر علم کا ایک سمندر چھپائے ہوئے ہیں۔ ہر شخص سے اس کی سطح پر آکر بات کرتے۔

اُس کو کس روشنی میں دفنائیں
اس کو کس خواب کا بدن ہم دیں
وہ جو خوشبو میں ڈھل گیا یارو
اُس کو کس پھول کا کفن ہم دیں

...... ✽ ...... ✽ ...... ✽

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳؍جولائی ۹۹ء میں شامل اشاعت مکرم راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

لاکھ ہوں تالے لبِ اظہار پر
پھر بھی ہم قادر ہیں ہر گفتار پر
کھولتا بھی بولتا بھی ہے یہ خوں
اَور بکھر جاتا ہے ہر اخبار پر
کی حفاظت قوم کی جاں ہار کر
صدقے جاؤں مَیں ترے ایثار پر

...... ✽ ...... ✽ ...... ✽

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰؍جولائی ۹۹ء میں محترم صاحبزادہ غلام قادر صاحب کی اہلیہ محترمہ لکھتی ہیں کہ بچپن سے امی سے سنتے آئے تھے کہ بڑی پھوپھی جان (حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ) فرمایا کرتی تھیں کہ لڑکی کو چھوٹی عمر سے اپنے نیک نصیب کے لئے دعا مانگنی چاہئے، اس لئے مَیں نے اپنے نیک نصیب کے لئے دعا مانگنے کے ساتھ یہ دعا بھی شامل کی کہ یا اللہ! میرے ہم عمروں میں جو تجھے سب سے پیارا ہو اس سے میرا نصیب باندھنا اور جب قادر کی جانی قربانی کے کچھ دیر بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے روتے ہوئے فون پر مجھے یہ فرمایا کہ "نچھو! اللہ میاں نے اپنے گلشن کا سب سے خوبصورت پھول چن لیا ہے"، تو چند دن بعد میری توجہ حضور کی اس بات کے ساتھ اپنی اس دعا کی طرف گئی اور مَیں نے سوچا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری دعا کو قبول فرمالیا۔

وہ سادہ مزاج، بے تکلف، سادگی پسند، سچا اور کھرا انسان تھا۔ اُس نے مجھے سمجھایا تھا کہ اپنے گھر کو سادہ رکھنا مجھے زیادہ سجے سجائے گھر پسند نہیں ہیں۔

اُسے جماعت سے بہت محبت تھی۔ اُس نے انجینئرنگ کی لائن چھوڑ کر کمپیوٹر میں ماسٹر ڈگری کرنے کا فیصلہ بھی اسی لئے کیا کہ آئندہ جماعت کو کمپیوٹر کے ماہرین کی ضرورت ہوگی۔ اگر کوئی جماعت پر معمولی سا اعتراض بھی کرتا تو فوراً غیرت میں آجاتا اور بڑا ٹھوس جواب دیتا۔ جماعت کے پیسے کا ضیاع برداشت نہیں کرتا تھا۔ صائب الرائے تھا اور ہر پہلو سامنے رکھ کر مشورہ دیتا تھا۔ بہادر انسان تھا۔ چند سال پہلے بھی جب غیر احمدیوں کی کانفرنس کے موقع پر اُس کی ڈیوٹی بہشتی مقبرہ میں تھی تو چند غیر احمدی اسلحہ بردار دیوار پھاند کر بہشتی مقبرہ میں داخل ہوگئے۔ یہ اُن کے سامنے ڈٹ گیا اور انہیں واپس جانے پر مجبور کر دیا۔

جو کام اُس کے سپرد کیا جاتا اُسے پورا کرنے کے لئے دن رات کا ہوش بھلا دیتا تھا۔ کبھی مَیں نے اسے کام کا شور مچاتے یا رونا روتے نہیں دیکھا۔

اپنے والدین کی بے حد خدمت کی۔ ان کے حقوق اپنی جگہ ادا کرتا رہا۔ میرے اور بچوں کے حقوق اپنی جگہ ادا کرتا رہا۔ کبھی ایک دوسرے کی وجہ سے کسی کی حق تلفی نہیں کی۔ بہت نرم دل تھا۔ کسی کی تکلیف پر فوراً آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔

طبیعت میں مزاح بھی بہت تھا۔ بے ساختہ بات کرتا تھا۔ لطیفے کو انجوائے بھی بہت کرتا تھا۔ مَیں جب بھی کوئی اچھا لطیفہ اُس کی غیر موجودگی میں سنتی تو میری کوشش ہوتی تھی کہ قادر آئے تو اُس کو سناؤں۔ دوسرے جب کوئی خاص بات ہوتی تو اس کے چہرے پر ایک خاص مسکراہٹ آجاتی جس سے مجھے پتہ چل جاتا تھا کہ اب تھوڑی دیر میں یہ کوئی اہم بات بتائے گا۔ ایک دفعہ سحری کے وقت اس کے چہرے پر وہی خاص مسکراہٹ تھی۔ مَیں نے قادر سے کہا بتاؤ کیا اہم خواب دیکھی ہے رات کو۔ تو ہنس پڑا کہ تمہیں کس طرح پتہ چلا...... اور واقعی میرا قیاس درست نکلا۔

بس ایک مذاق جو مجھے اس کا کبھی پسند نہیں آیا وہ یہ کہ کئی دفعہ سانس روک کر لیٹ جاتا تھا اور میرے شور مچانے پر کہ قادر ایسے مذاق نہ کیا کرو بے حد ہنستا تھا۔ وفات سے ایک ہفتے پہلے بھی ایسا ہی کیا...... ہنس کر کہنے لگا کہ مَیں نے سانس روکا ہوا تھا کہ تم سمجھو گی کہ مر گیا ہے تو دیکھوں کہ تمہاری کیا حالت ہوتی ہے۔ آج اگر وہ یہ حالت دیکھ لے جو اس کے جانے کے بعد میری ہے تو میرے ساتھ وہ بھی تڑپ کر رودے۔

شکار اور کھیل کا شوقین تھا۔ ایبٹ آباد سکول میں فٹ بال ٹیم کا کیپٹن بھی رہا۔ ایک دفعہ لاہور سے ایبٹ آباد تک کا سفر سائیکل پر کیا۔ دو تین دفعہ ہائیکنگ پر بھی گیا۔ مجھے موٹر سائیکل سیکھنے کا شوق تھا جو اُس نے پورا کیا۔ چونکہ اپنی بے انتہا مصروفیت کی وجہ سے گھر میں کم وقت دیتا تھا اس لئے جب کبھی زمینوں وغیرہ کے کام سے باہر جاتا تو ہمیں بھی لے جاتا۔ چھٹی کے دن کبھی دریا پر اور کبھی ویسے ہی گھومنے پھرنے نکل جاتے۔

تین چار مہینوں سے قادر کی طبیعت میں نمایاں تبدیلی تھی۔ بہت نرم مزاج ہو گیا تھا۔ ان مہینوں میں گھر میں وقت نہ دینے کا اور بعض کام دیر سے کرنے کا شکوہ بھی اُس نے دور کر دیا تھا...... ایک بار مَیں نے کہا کہ تھوڑا سا وقت آرام کے لئے بھی نکال لو تو کہنے لگا کہ ہاں اب میں فارغ ہوں۔ بس ایک کام رہ گیا ہے۔ وہ کسی سے دعوت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ یہ وعدہ پورا کرلوں تو پھر فارغ ہو جاؤں گا۔ مجھے اُس کے اس طرح بات کرنے پر حیرت بھی ہوئی...... آخری دو دن تو اُس نے دفتر سے آنے کے بعد تقریباً سارا دن ہمارے ساتھ گزارا۔ ۱۱؍اپریل کو مَیں سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعودؑ کا وہ کمرہ جہاں آپؑ چار سال تک رہائش پذیر رہے، دیکھ کر آئی تھی۔ واپسی پر مجھے اتنی اداسی تھی کہ مَیں دو دن قادر کو یہی کہتی رہی کہ مجھے لگتا ہے کہ مَیں اپنا دل وہیں چھوڑ آئی ہوں۔ ۱۴؍اپریل کی صبح ناشتے پر بھی اسے وہاں کی باتیں بتاتی رہی۔ پھر وہ ناشتہ کر کے تیار ہو کے چلا گیا اور مَیں اسی اداسی کی وجہ سے میز پر بیٹھ کر روتی رہی اور وہاں سے اٹھ کر آئی تو وہ اپنی کوئی چیز ڈھونڈ رہا تھا اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے اس گھر کو خدا حافظ کہہ گیا۔ اس کا وہی چہرہ میری نظر میں ٹھہر گیا ہے۔ شاید میری اداسی مجھے پہلے سے خبر دے رہی تھی کہ کچھ ہونے والا ہے۔

وہ میرا بہترین دوست تھا، میری خوشیوں کو ترجیح دینے والا اور میرے لئے غیرت رکھنے والا، وہ میرے دل کی ڈھارس تھا...... مجھے اپنے دکھ سے زیادہ بچوں کی اداسی تکلیف دیتی ہے کیونکہ مَیں نے خود چھوٹی عمر سے یتیمی کا دکھ دیکھا ہوا ہے اور مَیں جانتی ہوں کہ یہ دکھ بعض دفعہ کس قدر بے قرار کر دیتا ہے۔ کرشن (بیٹا) چند دن ہوئے مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ ماما قیامت کب آئے گی؟۔ مَیں نے کہا بچے اس کا علم تو صرف اللہ میاں کو ہے، تم کیوں پوچھ رہے ہو؟۔ کہنے لگا ماما! دعا کرو قیامت جلدی آجائے میرا ابا سے ملنے کو بہت دل کرتا ہے۔

حضرت صاحب نے فون بند کرتے ہوئے مجھے دعا دی تھی "میری نچھو بیٹی کا خدا حافظ ہو"۔ یا اللہ! تو اپنے پیارے خلیفہ کی یہ دعا اپنے فضل سے قبول فرمالے...... قادر کے آنگن کے یہ چار پھول جن کی ساری ذمہ داری اب مجھ پر آن پڑی ہے اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں میری راہنمائی فرمانا۔ ان سب کو اس سے بڑھ کر خادمِ دین بنانا اور اسی کی طرح بہادر بھی۔ آمین۔ (از دڑعدن)

مرے مولیٰ کٹھن ہے راستہ اس زندگانی کا
مرے ہر ہر قدم پر خود رہ آسان پیدا کر
تری نصرت سے ساری مشکلیں آسان ہو جائیں
ہزاروں رحمتیں ہوں فضل کے سامان پیدا کر
جو تیرے عاشقِ صادق ہوں فخرِ آلِ احمد ہوں
الٰہی نسل سے میری تُو وہ انسان پیدا کر

...... ✽ ...... ✽ ...... ✽

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰؍جولائی ۹۹ء میں شامل اشاعت مکرم سید محمود احمد صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

اس دن کی بات نرالی تھی
جب اشک سے رات نہا لی تھی
جو چاند سا چہرہ ڈوب گیا
وہ ذات نصیبوں والی تھی
جو ٹوٹ گئی وہ پھل والی
اِک شجر کی تازہ ڈالی تھی
جب گھر سے چلے تم ہاتھوں میں
ہر شخص کی آنکھ میں لالی تھی
اس آل میں جان سے جانے کی
وہ طرح بھی تم نے ڈالی تھی

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

17/04/2000 – 23/04/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 17th April 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.62, Final Pt Rec:04.05.96 ®
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.298 ® Rec: 25.06.97
02.25 Documentary: About Handicrafts
02.50 Urdu Class: Lesson No.255 Rec:12.03.97 ®
04.05 Learning Chinese: Lesson No.161 ®
04.50 Mulaqat With Nasirat & Young Lajna ® Rec:09.04.00
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Kudak No.13 Produced by MTA Pakistan
07.15 Dars ul Quran(1996):No. 2
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.298 ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.255 ®
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.60
13.10 Rencontre Avec Les Francophones(New) Rec:10.04.00
14.10 Bengali Service
15.10 Homeopathy Class: Lesson No.112 Rec:09.10.95
16.20 Childrens Class: Lesson No.63, Part 1 Rec:11.05.96
16.55 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No. 256 Rec:14.03.97
19.10 Liqaa Ma'al Arab: Session No.299 Rec:25.06.97
20.15 Turkish Programme:
20.40 Rencontre Avec Les Francophones ®
21.45 Rohani Khazaine/ Islamic Teachings: Host: Syed Mubashir Ahmad Ayaz Sb
22.25 Homeopathy Class: Lesson No.112 ®
23.30 Learning Norwegian: Lesson No.60 ®

Tuesday 18th April 2000

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Class: Lesson No.63, Part 1 ®
01.10 Liqaa Ma'al Arab: Session No.299 ®
02.25 MTA Sports:Cricket Match, Part 2 Commentator: Fareed Ahmed Nasir Sb
03.10 Urdu Class: Lesson No.256 ®
04.25 Learning Norwegian: Lesson No.60 ®
04.55 Rencontre Avec Les Francophones ®
06.05 Tilawat, News
06.30 Children's Class: Lesson No.63, Part 1 ®
07.05 Pushto Programme: F/S Rec.30.10.98 With Pushto Translation
08.10 Rohani Khazaine/ Islamic Teachings ®
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.299 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.256 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Swedish: Lesson No.36
13.00 Bengali Mulaqat (New): Rec.11.04.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00 Bengali Service: Various Items
15.05 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.83 Rec:04.10.95
16.05 Children's Corner: Yassernal Quran Class, Lesson No.28
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi (saw)
18.25 Urdu Class: Lesson No.257 Rec:15.03.97
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.300 Rec:27.06.97
20.35 MTA Norway:'Islami usul ki philosophy'
21.00 Bengali Mulaqat ®
22.00 Hamari Kaenat: 'Nova and Super Nova' Presenter: Syed Tahir Ahmed Sahib
22.25 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.83®
23.35 Learning Swedish: Lesson No.36 ®

Wednesday 19th April 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Yassernal Quran ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.300 ®
02.05 Bengali Mulaqat ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.257 ®
04.25 Learning Swedish: Lesson No.36 ®
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.83®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Yassernal Quran ®
07.00 Swahili Programme: Muzakhra, Part 3
07.45 Dars ul Hadith: In Swahili language
08.00 Hamari Kaenat: Nova and Super Nova ®
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.300 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.257 ®
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Spanish:
13.05 Atfal Mulaqat(new): Rec.12.04.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00 Bengali Service
15.05 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.84 Rec:05.10.95
16.10 Children's Corner: Guldasta
16.35 Documentary: Ayyub Park, Rawalpindi
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.258 Rec:19.03.97
19.25 Liqaa Ma'al Arab: Session No.301 Rec:27.06.97
20.20 MTA France: La Caractere du Prophet De L'Islam, Part 2
20.55 Atfal Mulaqat: ®
21.55 Durr e Sameen: 'Ameen'
22.25 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.84®
23.25 Learning Spanish:

Thursday 20th April 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Guldasta ®
01.05 Liqaa Ma'al Arab: Session No.301 ®
02.05 Atfal Mulaqat: ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.258 ®
04.25 Learning Spanish: ®
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.84®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Guldasta ®
07.05 Sindhi Programme: F/S Rec.27.03.98 With Sindhi Translation
08.10 Durr e Sameen ®
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.301 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.258 ®
10.55 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic: Lesson No.39 ®
12.50 Liqaa Ma'al Arab(New): Rec.13.04.00
13.50 Bengali Service: F/S Rec.13.03.92 With Bangla Translation
14.55 Homeopathy Class: Lesson No.113 Rec:10.10.95
16.00 Children's Corner: Yassernal Quran Class, Lesson No.29
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars e Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No.259 Rec:21.03.97
19.45 Liqaa Ma'al Arab(New): ®
20.40 MTA Lifestyle: Al Maidah Produced by MTA Pakistan
21.15 Tabarukaat:Speech by Maulana Abdul Malik Sahib, Jalsa Salana 1956
22.00 Quiz: History of Ahmadiyyat, No.35
22.30 Homeopathy Class: Lesson No.113 ®
23.40 Learning Arabic: Lesson No.39 ®

Friday 21st April 2000

00.05 Tilawat, News
00.55 Children's Corner: Yassernal Quran ®
01.25 Liqa Ma'al Arab: (new) ®
02.25 Tabarukaat ®
03.05 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
03.35 Urdu Class: Lesson No.259 ®
04.35 Learning Arabic: Lesson No.39 ®
04.55 Homeopathy Class: Lesson No.113 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Yassernal Quran ®
07.15 Quiz: History of Ahmadiyyat, No.35 ®
07.50 Siraiky Programme: F/S Rec.30.04.99 With Siraiky Translation
08.50 Liqa Ma'al Arab(new): ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.259 ®
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Hadith,
11.25 Bengali Service: Nazm,....
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Nazm, Darood Shareef
13.00 Friday Sermon LIVE
14.05 Documentary: An Art Festival
14.25 Majlis e Irfan(New): Rec.14.04.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.30 Friday Sermon ®
16.30 Children's Corner: Class No.17, Part 2 Produced by MTA Canada
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.35 Urdu Class: Lesson No.260 Rec:23.03.97
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.302 Rec:02.07.97
20.45 MTA Belgium: Children's Class, No.29 Host: Naseer Ahmed Shahid Sahib
21.20 Documentary: An Art Festival
21.45 Friday Sermon ®
22.55 Majlis e Irfan ®

Saturday 22nd April 2000

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Class No.17, Part 2 ® Produced by MTA Canada
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.302 ®
02.20 Friday Sermon ®
03.20 Urdu Class: Lesson No.260 ®
04.25 Computers for Everyone: Part 45
04.55 Majlis e Irfan ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Class No.17, Part 2 ® Produced by MTA Canada
07.20 MTA Mauritius: Auto Ralley 1997
08.05 Documentary: An Art Festival
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.302 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.260 ®
11.00 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No.23
13.05 German Mulaqat(new):Rec.15.04.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.05 Bengali Service: Various Items
15.05 Quiz: Khutabat e Imam
16.05 Children's Class: With Huzoor (New) Rec:22.04.00
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Preview
18.20 Urdu Class: Lesson No.26 Rec:26.03.97
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.303 Rec:08.07.97
20.50 Arabic Programme: Various Items
21.20 Children's Class (New): ®
22.25 MTA Variety: entertainment programme
22.55 German Mulaqat(New): ®

Sunday 23rd April 2000

00.05 Tilawat, News
00.50 Quiz Khutabat e Imam
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.303 ®
02.05 Canadian Horizons: Children's Class
03.20 Urdu Class: Lesson No.261 ®
04.35 Learning Danish: Lesson No.23
04.55 Children's Class(new): ®
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.05 Quiz Khutabat e Imam ®
07.35 German Mulaqat: ®
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.303 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.261 ®
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No.162 With Usman Chou Sahib
13.10 Mulaqat(new):with Nasirat & Lajna Rec.16.04.00
14.10 Bengali Service
15.10 Friday Sermon ®
16.25 Childrens Class: Lesson No.63 ®
16.55 German Service
18.05 Tilawat,
18.30 Urdu Class: Lesson No. 262 Rec:28.03.97
19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.304 Rec: 09.07.97
20.45 Bosnian Programme: Discussion
21.20 Dars ul Quran: Lesson No.3
22.50 Mulaqat with Nasirat & Young Lajna ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, April 14, 2000 | Issue No. 15

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

منہاج القرآن کے مینار سے سیاست خبیثہ کے مینار تک

جناب رانا شفیق پسروری، نام نہاد تحریک ''منہاج القرآن'' کے بانی طاہر القادری کے حقیقی چہرہ سے نقاب اٹھاتے ہیں:

''مولانا طاہر القادری اتفاق فاؤنڈری کے زیر سایہ ''خدمت دین'' میں مشغول تھے۔اس وقت فرمایا کرتے تھے کہ سیاست خبیث لوگوں کا کام ہے۔ اس دوران انہوں نے مذہبی نوعیت کے جلوس نکالے تو ان کے فوٹو پوز دیکھ کر میں نے لکھا تھا کہ مولانا ان جلوسوں سے اپنی عددی قوت کا اندازہ لگا رہے ہیں۔ یہ سیاست میں ضرور آئیں گے۔ چنانچہ مولانا نے اتفاق خاندان سے نااتفاقی کر کے ۱۹۹۰ء کے انتخابات میں زورو شور سے حصہ لیا۔ قومی اسمبلی کے انتخابی حالات دیکھ کر فوراً صوبائی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس وقت ایک کارٹون شائع ہوا تھا جس میں ایک قبر تھی جس پر لکھا تھا:

''وفات۔ وجہ تصادم الیکشن ۹۰ء''۔

(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۱۴/تا ۲۰/اگست ۱۹۹۹ء صفحہ ۴)

☆......☆......☆

سرکاری مسلمان اور امریکہ کی ''بارگاہ'' میں کاسۂ گدائی

حنفی بریلوی مسلک کے مشہور ترجمان ماہنامہ ''انوار لاثانی'' لاہور کا ایک فکر انگیز مضمون!

''افسوس کہ آج عمر فاروقؓ کے متعلقین اپنے بھائیوں کے خلاف ان لوگوں سے مدد کے خواہاں ہیں جن کے بارے میں حکم ربی ہے کہ:

''اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اگر کوئی تم میں سے ان کو اپنا دوست بناتا ہے تو پھر اس کا شمار بھی انہیں میں سے ہے''۔

(سورۃ المائدہ :۵۱)

اور دوسری جگہ فرمایا:

''تم سے یہودی کبھی راضی نہیں ہونگے اور نہ ہی نصاریٰ۔ اس وقت تک جب تک تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرنے لگو۔ صاف کہہ دو۔ ہدایت کا راستہ تو وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے اور اگر تم علم آنے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کرو گے تو خدا کی گرفت کے مقابلے میں تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (البقرہ:۱۲۰)

ان لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ کی اسلام دشمنی اور سازشی دوستی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کشمیر، افغانستان، فلسطین، اور اب یوگوسلاویہ مسلسل مسلم نسل کشی اور مسائل کو الجھائے رکھنے کی پالیسی کے سبب سامنے ہے۔ عراق و کویت جھگڑا بھی کچھ ایسا پیچیدہ نہ تھا کہ مل بیٹھ کر حل نہ ہو سکتا۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے بفضلہٖ صلیب مل بیٹھنے کی کوئی روایت نہیں چھوڑی۔ آج کفر نظریاتی اختلافات کے باوجود اسلام دشمنی پر متحد ہے۔ معمولی سے معمولی بات خصوصاً مسلمانوں کی بیخ کنی اور مزہ چکھانے کے لئے دو گدھوں کی طرح جمگٹھا بنا لیتے ہیں اور مسلمان ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور تفرقہ نہ ڈالو اور یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ''۔ کے واضح اعلان کے باوجود نسلی، علاقائی، لسانی، نظریاتی و غیر ھم گروہوں میں بٹے بکھرے ہیں۔ اسی تفرقہ بازی میں سعودیہ و کویت نے امریکہ سے مدد مانگی اور انجام سے ہم سب واقف ہیں۔ جان و مال اور عزت و غیرت کا جنازہ نکالنے کے بعد بھی یہ گدھ ان جھگڑوں کو نمٹانے کی خاطر یہیں دھرنا دئے بیٹھے ہیں۔ جو ان کی حکومتیں پیدا کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہی ہیں۔ ''خود کردہ را علاج نیست'' کے مصداق اب سعودی حکومت اس اہم مسئلے کو بھول کر اندرون خانہ آئیں بائیں شائیں کے مسائل پیدا کر کے اپنی مرضی کے حل نکالتی رہتی ہے۔

ان بے مقصد مسائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جہاں مظلوموں کو دادرسی کی توقع تھی وہاں قبروں کو بھی پناہ حاصل نہیں۔ آج مسلمان دین سے دوری کی بدولت یا تو صلیبی و صیہونی شیطانی انجمنوں کے شکنجوں میں پھنسے تڑپ رہے ہیں جیسے افغانستان، کشمیر، عراق، بوسنیا اور اب جہنم زار کوسوو۔ یا پھر سراسر خلاف شریعت تفریحات کے رسیا ہیں۔ عوام خوش پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا، بے مقصد کھیل خصوصاً کرکٹ اور راتوں رات کروڑ پتی بننے کے رنگارنگ منصوبوں میں غرق ہیں۔ اور خواص کی تفریحات تو ہوتی ہی خاص ہے۔ جن میں زیادہ تر پردہ دار ہوتی ہیں یوں حال مست اور مال مست ان لوگوں کے لئے سعودیہ محض گناہ بخشوانے کی ایک محترم جگہ ہے جہاں کے تمام مسائل اور ان کے خود ساختہ حل ان کا اندرونی مسئلہ ہے جس پر اعتراض واویلا کرنے کی انہیں فرصت ہے نہ اجازت۔ دنیا بھر میں جانوروں سے بدتر موت وحیات سے دوچار مسلمانوں کے لئے سعودیہ پاکستان اور دوسرے مسلمان ملکوں نے کبھی کچھ نہیں کیا''۔

('انوار لاثانی' جون ۱۹۹۹ء صفحہ ۴۰،۴۱)

اقبال نے ٹھیک ہی کہا تھا ۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

بو ریجن اور بلاما سرکٹ (سیرالیون) کے

سالانہ جلسوں کا انعقاد

(رپورٹ: سید حنیف احمد)

سیرالیون میں خانہ جنگی نے جہاں اور بہت سے شعبہ ہائے زندگی کو متاثر کیا ہے وہاں جماعت احمدیہ کو بھی مجبوراً اپنی سرگرمیاں محدود کرنی پڑیں ہیں کیونکہ سفر بالکل غیر محفوظ ہو گئے تھے اور جلسے تو بالکل بند ہو گئے تھے۔ اس کمی کو ہر کوئی شدید طور پر محسوس کرتا تھا۔ الحمدللہ پچھلے سال کے امن معاہدہ کے بعد لوگوں کو تھوڑا ریلیف ملا تو زندگی کے میلے پھر رونق پکڑنے لگے۔ جہاں بے گھر لوگوں کو یہ فکر لگی کہ مکان کیسے بنے گا، فاقہ زدہ لوگوں نے مبادیات زندگی کے لئے تگ و دو شروع کی وہاں اہل ایمان نے مجالس ذکر و فکر کے لئے کوششیں شروع کردیں۔ جس کے نتیجے میں فوری طور پر دو سالانہ کانفرنسوں کا انعقاد ہوا جن کا مختصر ذکر بغرض دعا درج ذیل ہے:۔

بو ریجن (Bo Region)

بو میں جماعت ہائے احمدیہ کی سالانہ کانفرنس ہوا کرتی تھی جو چھ سال سے منقطع تھی۔ امسال بو جماعت نے جہاں تک حالات و وسائل اجازت دیتے تھے، کے مطابق ریجن کی سطح پر اس کا انعقاد کیا۔ اس میں ۱۵ جماعتوں کے کل ۵۲۰ نمائندگان شامل ہوئے۔ اکثر کے پاس کرایہ ادا کرنے کے لئے چند لیونز بھی نہ تھے لہٰذا اپنے عزم اور جذبہ ایمانی سے سرشار یہ مجاہد پیدل ہی پہنچے جن میں بعض کا یکطرفہ سفر ۴۵ میل تھا۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل جماعتوں کا یکطرفہ پیدل سفر ۳۰ تا ۴۵ میل تھا: Baoma, Bontiwo, Walihun, Konia-Wunde, Follah, Bagbo, Njala-Krim, Njahindama.

ان کے علاوہ بھی بکثرت احباب مختلف فاصلے طے کر کے پیدل ہی تشریف لائے۔ اکثر مہمان ۲۴/ فروری کی شام کو پہنچ گئے تھے۔

۲۵/ فروری کی صبح نماز تہجد سے جلسے کے دن کا آغاز ہوا۔ ناشتے سے فراغت کے بعد ۹ بجے جلسہ کی کارروائی مکرم ڈاکٹر ادریس بنگورہ صاحب صدر جماعت احمدیہ بو کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ نظم کے بعد جلسہ سالانہ کی دعائیں دہرائی گئیں اور پھر تقاریر ہوئیں۔ پہلے سیشن کے اختتام پر نماز جمعہ اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ خطبہ جمعہ میں مکرم طارق محمود صاحب جاوید امیر و مشنری انچارج سیرالیون نے حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ بیان کیا جس میں آنحضرت ﷺ کے فرمودات بچوں کے ساتھ پیار، نرمی، محبت اور شفقت سے پیش آنے کے بارہ میں بیان ہوئے تھے۔ نیز بچوں کو کھانے پینے کے آداب سکھانے کی تاکید کی گئی تھی۔

اس جلسے کا دوسرا اور آخری اجلاس ساڑھے تین بجے مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ جس میں درج ذیل موضوعات پر تقاریر ہوئیں:۔ ظہور امام مہدی، اسلام میں مالی قربانیاں، والدین کی ذمہ داریاں۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور دعوت الی اللہ کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ خطاب کیا۔ دعا سے قبل تمام جماعتوں کا شکریہ ادا کیا گیا کہ باوجود کرایہ نہ ہونے کے پیدل سفر کر کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

دعا کے بعد سالانہ جلسہ کا اختتام ہوا۔ مغرب و عشاء کی نمازیں مسجد ناصر بو میں ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد مجلس سوال و جواب شروع ہوئی اور رات گیارہ بجے تک جاری رہی۔ مکرم امیر صاحب کے وہاں قیام کی وجہ سے دلچسپ مجالس سوال وجواب ہفتہ اور اتوار کو بھی بعد نماز مغرب

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔